اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
۱۔ عکازہ در صلوٰتِ جنازہ وفاتحہ
۲۔ ختماتِ خواجگان
ازقلم عالمِ حقائق ومعانی، عارف ذاتِ سبحانی محبّ المشائخ
الصادقین واہلِ کشف والعارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ
حضرت مولانا مولوی عبدالقادر الشہیر غلام قادر قریشی، ہاشمی، بھیروی ثم لاہوری
قُدِّس سِرُّہُ العزیز
جس کو
فقیر ایس معین الحق نے دوبارہ شائع کروایا
دارالاسماء مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان
فون: 0336-5509003

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

الحمد لله القاهر علی عباده الغافر که دریں ایام تبرک التیام رسالہ عجانه

عکازہ در صلوٰت جنازہ وفاتحہ

و

ختماتِ خواجگان

از تالیفات عالمِ حقائق ومعانی، عارفِ ذاتِ سبحانی، محبِ المشائخ الصادقین واہلِ کشف والعارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز

ایس معین الحق

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : (۱) معرکۂ زور صلوٰت جنازہ و فاتحہ

(۲) ختمات خواجگان

مصنف : حضرت مولانا عبدالقادر قریشی، ہاشمی
الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

صفحات : ۸۰

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت (ہردو کتب): ۲۰ روپے

اشاعت : اوّل

تاریخ اشاعت: دسمبر ۲۰۱۰ء

ناشر : فقیر ایس معین الحق (نواسہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ)

ملنے کا پتہ:

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

فہرست مضامین

عکازہ در صلوٰت جنازہ و فاتحہ			ختمات خواجگان		
نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مختصر تعارف مصنف	۴	۱۹	ختم خواجگان	۴۹
۲	عکازہ در صلوٰت جنازہ	۶	۲۰	حفظ (حفاظت) از ہر بلا	۵۰
۳	مقدمہ	۸	۲۱	طریق خواجگان نقشبند	۵۲
۴	مسبوق نماز جنازہ کا مسئلہ	۱۶	۲۲	طریق ختم قادریہ (کبیر)	۵۲
۵	مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے	۱۷	۲۳	طریق ختم صغیر غوثیہ	۵۳
۶	قبر پر قبہ (گنبد) بنانا	۱۸	۲۴	طریق ختم خواجگان چشتیہ	۵۳
۷	غائبانہ نماز جنازہ کا مسئلہ	۲۰	۲۵	فوائد بسم اللہ شریف	۵۴
۸	زیارت قبور کا مسئلہ	۲۱	۲۶	فوائد آیۃ الکرسی شریف	۵۸
۹	اعراس اولیاء اللہ	۲۲	۲۷	دنیا و آخرت کی بھلائی کے اعمال	۶۴
۱۰	قبر پوشی (چادر) اولیاء اللہ	۲۳	۲۸	شجرہ عالیہ چشتیہ	۷۵
۱۱	اسقاط میت	۲۵	۲۹	نماز قضائے حاجات	۸۰
۱۲	تلقین میت	۲۶			
۱۳	قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا	۲۸			
۱۴	اطفال (بچے) مشرکین کا حال	۲۹			
۱۵	توبۃ الیاس مقبولۃ	۳۰			
۱۶	اولی بالامامت کون ہے	۳۱			
۱۷	فاتحہ خوانی اور ضروری مسائل	۳۳			
۱۸	ترتیب نماز جنازہ	۴۱			

مختصر تعارف

فاضل اجل، عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، قطب دوران محبّ المشائخ الصادقین،

اہل کشف والعارفین حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

برصغیر ہندو پاک میں اپنے دور کے اہل ترین عالم باعمل، محدث اور مجتہد تھے آپ فتنۂ ارتداد و قادیانیت کے خلاف سینہ سپر ہونے والے اولین مشائخ و علما میں سے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۲۹ء میں شمالی پنجاب کے مشہور معروف قصبے بھیرہ ضلع شاہ پور حال ضلع سرگودھا میں ایک نہایت اعلیٰ قریشی ہاشمی خاندان میں ہوئی۔ آپ مقامی طور پر مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی صدرالدین صدرالصدور کی خدمت میں دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے اعلیٰ علمی روایات واسناد کے ساتھ ہی عرصہ بعد ایک اہم اختلافی مسئلے کی بنا پر آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد لاہور بھاٹی دروازہ کے اندر مشہور معروف اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ اور جلد ہی آپ کے علمی تبحر کا شہرہ شہر لاہور شریف سے نکل کر پورے پنجاب، سرحد اور برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ گیا۔

اسی اثناء میں سکھوں کے دور بربریت سے آزاد ہونے والی مسجد بیگم شاہی واقع اندرون مستی دروازہ لاہور میں متولیہ صاحبہ کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے۔ اور مسجد کی تولیت سنبھال لی۔ جہاں آپ نے اپنے قیام کے دوران رُشد و ہدایت کے دریا بہائے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدین میں ایسے بڑے بڑے علما فضلا، گدی نشین اور صالحین شامل ہیں جو خلقت عامہ کے لئے بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوئے۔ بالآخر ۱۹۰۹ء میں ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ء کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ چنانچہ اسی مسجد کے شمال میں واقع آپ کا مزار اقدس آج سو سال گذرنے کے بعد بھی ہجوم عاشقاں اور اللہ پاک کی رحمتوں کے متلاشی اللہ والوں کے لئے مرکز رُشد و ہدایت ہے، جہاں سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔

رضائے الٰہی سے آپ کی نرینہ اولاد آپ کے حیات میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئی۔ ایک صاحبزادہ صاحب مکہ شریف تشریف لے گئے تھے۔ پھر ان کے متعلق ہنوز کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں۔

آپ میرے پرنانا جان (یعنی میری والدہ محترمہ کے نانا جان) تھے۔ میں بھی ایک مدت تک اس خارزار دنیا میں یونہی وقت گزارتا رہا۔ بالآخر ۲۰۰۱ء میں اللہ کریم کا خاص فضل وکرم ہوا مجھے عمرہ شریف کی سعادت بابرکت حاصل ہوئی۔ اور آنا فانا میری دنیا ہی بدل گئی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنی زندگی انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کردی۔ اور الحمدللہ علی ذلک میں نے قرآن کریم کا ترجمہ ایک نہایت اچھوتے انداز میں کیا۔ جس کی نظیر شاید دنیا بھر میں کم ہوگی۔ یعنی کہ اول عربی آیات کریمہ۔ اس کے نیچے ان کا رومن انگلش میں ٹرانس لٹریشن، پھر سامنے انگریزی ترجمہ اور پھر اردو ترجمہ۔ یہ تمام کام میں نے خود اکیلے، بغیر کسی کی امداد کے اللہ پاک کے فضل وکرم سے مکمل کیا اور اس میں میرے سات برس لگ گئے۔ اب پندرہ (۱۵) پارے شائع ہو چکے ہیں اور دوسرے پندرہ (۱۵) پاروں کو بھی جلد طبع کردیا جائے گا۔ انشاءاللہ العزیز۔

اسی اثنا میں میرے حضرت جی کی بیش قیمت تصانیف جو قریباً ناپید ہوتی جارہی تھیں۔ انہیں دوبارہ شائع کرنے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں دو کتب پہلے پیش خدمت کی جاچکی ہیں۔ اب اسی سلسلے کی دو مزید کتب ''عکازہ در صلوت جنازہ'' اور ''ختمات خواجگان'' پیش کی جارہی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم جاری وساری رہا تو انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تاکہ موجودہ دور میں جو دینی اور قلبی ناآسودگی پھیل رہی ہے۔ اس تاریکی کو رفع کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ کا عبد ضعیف اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا متوالہ وشیدا غلام

فقیر ایس **معین الحق** عفی عنہ

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان
فون: 0336-5509003

عکازہ در صلوٰت جنازہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الْمُحِيِ الْمُمِيْتِ ۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الَّذِیْ كَانَ عِنْدَ بَيْتٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ لَهُمْ صَوْتٌ وَصِيْتٌ اما بعدہ: پس باعث تالیف اس رسالہ کا یہی ہے کہ بعض علاقوں میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ نیت نماز جنازہ کی کیسے پڑھی جائے کسی کا کہنا تھا کہ مشہور و معروف نیت جو عوام الناس میں رائج ہے اور زبان زد عوام[1] ہے اور کوئی خلل بھی اس میں نہیں سو یہ ہی مناسب ہے اور کسی کا کہنا ہے کہ لفظ ثنا کا اس میں نہیں ہونا چاہیے کہ فقط لفظ صلوٰۃ ہی کافی ہے اور جو نیت کتب فقہ میں درج کی گئی ہے یعنی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ وَ اَدْعُوَ لِهٰذَا الْمَيِّتِ یا نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَ اَدْعُوْ لِهٰذَا لْمَيِّتِ کرنی زیادہ مناسب ہے اور اس میں فضیلت یہ ہے کہ لفظ عربی کے ہیں چنانچہ اس امر میں ایک استفتا نظر آیا جس پر چند اشخاص کے دستخط تھے اور بھی الفاظ نیات مندرجہ کتاب فقہ کے لکھ کر تصحیح کی گئی تھی اور مضمون دستخطوں کا یہی تھا کہ یہی بیچ اور عمدہ ہے کہ اگر نیت صحیح ہے تو نماز بھی صحیح اور اگر نیت فاسد ہے تو نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے ایک دفعہ اتفاق حسنہ سے اس فقیر کا مرور (گزر)

---

[1] "(نیت کی میں نے اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے، چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ، ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے حضور ﷺ کے اور دعا واسطے اس میت کے، منہ طرف قبلہ شریف کے، اللہ اکبر)"

ان قریات (دیہات) میں ہوا تو اس مسئلہ کا استفسار کیا گیا کہ یہ نیت عوام الناس کی درست ہے یا نہیں ہے تو جواب دیا کہ یہ درست ہے اس میں کوئی خلل نہیں ہے۔ بلکہ مناسب تو ہے کہ یہی نیت ہو کیونکہ نماز جنازہ میں ہمارا اور شیعہ اور شافعیہ کا اختلاف ہے اہل سنت و جماعت چار تکبیریں کہتے ہیں اور شیعہ پانچ یا زیادہ اور حنفی ثنا پڑھتے ہیں اور شافعیہ سورۃ فاتحہ بہ نیت قرأت قرآن۔ پس بالضرور یہی استحضار صورت نماز جنازہ عندالحنفیہ چار تکبیر کے علاوہ ثنا بھی کہنی چاہئے۔ چنانچہ سائل مصر ہوا کہ یہی لکھ دیا جاوے۔ اس فقیر نے کہا کہ اگر ایک مختصر رسالہ اس نیت کا مع ضم وضیمہ دیگر فوائد چھپ جاوے تو یہ عوام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ چنانچہ یہ بات قرار پا کر یہ رسالہ عجالۃ الوقت تحریر ہوا۔

مقدمہ

محتضر یعنی قریب الموت شخص کو اس وقت رُو بقبلہ کرنا مستحب ہے اگر وہ پہلے ہی سے چت لیٹا ہوا ہے اور کروٹ پر لٹانا اس کو تکلیف دیتا ہے تو وہ چت ہی لیٹا رہے مگر اسے رُو بقبلہ ضرور کیا جاوے اور اس کا سر اونچا ہو اور پاؤں بسُوئے قبلہ اور اگر وہ کروٹ پر لیٹا ہوا ہے تو کروٹ پر ہی لیٹا رہے فقط منہ کو رُو بقبلہ کر دیویں۔ چنانچہ تجہیز و تکفین میں تعجیل مسنون ہے اگر نیک ہے تو جلدی اپنی نیکی کو پہنچے گا اور اگر بُرا ہے تو تم کندھوں سے جلدی اس کو اتار دو۔ بہر کیف اس میں ایک مومن کی بہتری ہے محمول کی یا حامل کی جس بات میں کسی مومن کی بہتری ہو وہ مستحب ہے حدیث شریف میں ہے کہ اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ یعنی جلدی شیطان سے ہوتی ہے مگر تین جگہ۔ **ایک** تجہیز و تکفین میت کی **دوم** تزویج (شادی) باکرہ بالغہ کی جب کفو ملے اور **سوم** ادائے دین (قرض) میت، جب تک کہ وہ کندھوں پر ہوتا ہے۔ نیک ہو تو کہتا ہے قَدِّمُوْنِیْ، قَدِّمُوْنِیْ یعنی تم مجھے لے چلو لے چلو۔ اور اگر بدکردار ہو تو کہتا ہے اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِیْ یعنی تم مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ یہ بات اس کی سوائے جن و انس کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور نماز جنازہ کے نمازیوں کی طرف سے میت کے واسطے شفاعت ہے رب العالمین

کے حضور میں اور شفاعت انہی لوگوں کے واسطے ہوتی ہے جن کے حق میں شفاعت کرنی اللہ تعالیٰ کو منظور و پسند ہو اور سوائے مومن کے کافر کی شفاعت عند اللہ ناپسند و نامنظور ہے۔ اسی واسطے نماز جنازہ کافر و مشرک کی ناجائز ہے۔ چونکہ مقصد برائے تحریر اس عبارت کا ہے جو عوام الناس میں عند شروع الجنازہ رائج ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا ہوا (اَلْمَقْصُوْدُ) نیت باتفاق علماء اہل سنت و جماعت ایک ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا واسطے اللہ تعالیٰ کے بخلوص ہو۔ جس میں شک نہ ہو۔ اور یہی ارادہ قلبی صورت نیت کلی ہے۔ اور زبانی عبارت صرف برائے استحضار اس ارادہ کے ہیں۔ اور یہ ارادہ مختلف ہوتا ہے۔ باختلاف مختلف اشخاص بعضے لوگ بدون تلفظ لسانی کے استحضار صورت نماز کا کر کے بخلوص للہ شروع کرتے ہیں اور اکثر عوام با تلفظ لسانی کے استحضار نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے علماء نے فرمایا۔ کہ زبانی نیت کرنی مستحب و مستحسن ہے۔ اور اگر زبانی نیت مخالف اصلی نیت قلبی کے ہو جاوے تو اس زبانی عبارت کا کوئی اعتبار نہیں اور لحاظ اسی ارادہ قلبی کا ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت نیت کرتے وقت عصر کا وقت زبان سے سرزد ہو جائے تو اس طرح اعتبار ظہر کا ہی ہوگا کہ وہ نماز پڑھنے والے کے دل میں تھا۔ درمختار میں ہے:

وَالنِّيَّةُ وَهِيَ اَرَادَةُ الْمُرجِعَةُ لِاَحَدِ الْمُتَسَاوِيَيْنِ اَعْنِي اِرَادَةً

الصَّلٰوۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلَی الْخُلُوصِ وَالْمعتبرُ فِیْهَا عَمَلُ الْقَلْبِ لِاَنَّہٗ کَلَامٌ لا نیة الا اذاعجز عن احقاره لهموم امابته فیکفیه لسان اه والتلفظ عند الا رادة بها مستحب هو المختار وقیل سنة یعنے احبه السلف او سنته علماء قیل بدعة ای حسنة وفی المحیط یقول اللهم انی ارید ان اصلی لك صلوة كذا فیسرها لی وتقبلتها منی

نیت ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا خالص خدا تعالیٰ کے واسطے ہو اور معتبر اس میں دل کا کام ہے جو اس ارادہ کے لئے لازم ہے پس زبانی عبارت کا اعتبار نہیں ہے۔ درصورتیکہ زبان مخالف دل کے ہو۔ کیونکہ یہ عبارت کلام ہے نیت نہیں ہے۔ مگر جب کوئی شخص افکار کی وجہ سے نیت دلی کرنے سے عاجز ہے۔ تو اس کے لئے نیت زبانی ہی کافی ہوگی۔ اور تلفظ عند الارادہ مستحب ہے، اور یہی مختار مذہب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اسے سنت کہا ہے اور بعض لوگوں نے بدعت حسنہ یہ مستحب و سنت بمعنے مَا اَحَبَّہُ السَّلَف اور سنت علماء ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین سے یہ عبارۃ زبانی منقول نہیں ہوئی اور محیط میں ہے کہ اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ لَكَ الخ۔ شامی میں ہے کہ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ نَوَیْتُ یا اَنْوِی جیسا کہ راجح ہے۔ اور عام لوگ تلفظ (کہنا) کرتے ہیں

کہ نہ چاہئے کہ یہ نیت علماء سے مشہور و منقول نہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ جب عبارت زبانی ترجمہ اور عنوان اس ارادہ قلبی کا ہے تو اب شامی کا یہ کہنا کہ علماء سے مشہور و منقول نہیں منظور (فیہ) ہے۔ بعض علما نے ایسا کہا اور بعض نے یہ مآل دونوں کا ایک ہے۔ اور بہت واضح ہے کہ صلوٰۃ جنازہ بمعنی چار تکبیر و ثناو صلوۃ ودُعا ہے۔ نہ صلوٰۃ متعارفہ بمعنی قرات ورکوع وسجود وتشہد۔ بلکہ اکابر مشائخ نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ صلوۃ شفاعت احیاء للمیت ہے۔ کنز الدقائق میں ہے۔ وَھِیَ اَرْبَعُ تَکْبِیْرَاتٍ بِثَنَاءٍ بَعْدَ الْاُوْلٰی وَصَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ علیه السلام بعد الثانية و دعاءٍ بعد الثالثة وتسليمين بعد الرابعة۔ یعنی نماز کی چار تکبیریں ہیں۔ ساتھ ثنا کے بعد تکبیر اولی اور درود شریف کے بعد دوسرے کے اور دُعا کے بعد تیسرے کے اور دو سلام کے بعد چہارم کے اور درمختار میں ہے۔ رُکْنُھَا شَیْئَانِ التَّکْبِیْرَاتُ الْاَرْبَعُ وَالْقِیَامُ وسُنَّتُھَا ثَلَاثٌ التَّحْمِیْدُ وَالثَّنَاءُ وَالدُّعَاءُ فِیْھَا یعنی رُکن اس نماز کے دو علیحدہ چیزیں ہیں: **ایک** چار تکبیر، **دوئم** قیام (اگر عذر ہو تو قیام ضروری نہیں) اور سنت تین ہیں: **ایک** تحمید، **دوم** ثنا، سوم دُعا۔ شامی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ تحمید و ثنا تو ایک ہی چیز ہے۔ اس سے تغایر (فرق) مفہوم ہوتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ کہتا: اَلثَّنَاءُ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صلى الله تعالى عليه وسلم وَالدُّعَاءُ۔ اس مقام پر ایک اور

تنازع ہے محقق کمال الدین دُعا کو رکن صلوۃ کہتا ہے دلیل اس کی یہ ہے
کہ علماء کہتے ہیں اِنَّ حَقِيْقَتَهَا وَالْمَقْصُوْدَ مِنْهَا الدُّعَاءُ یعنی حقیقت
اس کی اور مقصود از نماز جنازہ دُعا ہے صاحب درمختار اس کو رد کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ محیط میں ہے اَلدُّعَاءُ سُنَّةٌ یعنی دُعا سنت ہے۔ اور فقہا نے
لکھا ہے کہ اس نماز میں مسبوق (نماز میں بعد میں آ کر ملنے والا) تکبیروں
کی قضا کرے نہ دُعا کی اور چار تکبیر قائم مقام چار رکعت کے ہیں مگر شامی
نے کمال الدین کی تائید کی ہے اور کہا کہ تمام نے تصریح کی ہے صَلٰوۃُ
الْجَنَازَةِ هِیَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ اِذْ هُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنْهَا یعنی نماز جنازہ
دُعا ہی ہے کیونکہ اس سے دُعا ہی مقصود ہے۔ اور مسبوق کے لئے دُعا کا
پڑھنا اضطراراً بباعث پڑھنی امام کے ساقط ہو گیا جیسا قرات قرآن نماز
وقتیہ میں ہے کہ رکن ہے۔ مگر بحالت امامت امام نے مقتدی سے خود اُٹھالی
ہے۔ چار تکبیر جو مذہب اہل سنت وجماعت کا ہی مؤید ہے ساتھ حدیث
ناسخ احادیث سابقہ کے یعنی اس نماز میں تکبیریں مختلف العدد وارد ہوئیں
تین ۳، چار ۴، پانچ ۵، چھ ۶، سات ۷، آٹھ ۸ لیکن آخری نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے نجاشی بادشاہ حبشہ پر پڑھی ہے اس میں صرف چار تکبیریں تھیں اور اس
کے بعد اسی عدد پر عمل رہا تو پانچ تکبیریں منسوخ ہوئیں۔ اور یہی مذہب
جمہور اہل سنت و جماعت کا ہے اور اسی واسطے چار تکبیریں زبان سے کہنی

مستحب ہوئیں اور اختلاف حنفیہ اور شافعیہ کے لفظ ثنا کا کہنا مستحسن کر دیا
شافعی کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ قرآت کا پڑھنا بعد تکبیر اولے کے واجب ہے
اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وجوب کوئی نہیں اگر بہ نیت ثناء پڑھے تو جائز ہے ورنہ
مکروہ درمختار میں ہے۔ وَعَنِ الشَّافِعِي رحمة الله عليه الْفَاتِحَةَ فِي
الْأُولٰى وَعِنْدَنَا تَجُوْزُ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ وَ تُكْرَهُ بِنِيَّةِ الْقِرَاءَةِ لِعَدَمِ ثُبُوتِهَا
فِيْهَا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامَ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فاتحہ تکبیر
اولی کے بعد معین کی ہے۔ اور ہمارے یہاں بہ نیت دعا جائز ہے اور بہ نیت
قراۃ مکروہ۔ کیونکہ قرأت فاتحہ کی حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئی۔ اور دلیل
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ جہراً (اونچی آواز سے)
پڑھی تھی اور فرمایا کہ یہ بات میں نے عمداً کی ہے تا کہ معلوم ہو کہ سنت ہے
(یعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین) اور ہمارے علما نے فرمایا کہ حضرت عمر وابن
عمر و علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہمارے موافق ہے امام حنبل رحمۃ اللہ
علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
ہمارے موافق۔ اس مقام میں ملا علی قاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قائل
استحباب قرأت فاتحہ کا بہ نیت دعا کے ہے تا کہ اختلاف احناف وشافع کا دور
ہو جاوے اور نماز اتفاقی (اتفاق کے ساتھ) ہو جاوے۔ مگر احناف محققین

نے کہا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا درست نہیں ہے۔ کیونکہ امام شافعی رحمۃ
اللہ علیہ کے نزدیک قرأۃ فاتحہ بدون نیت القرآن جائز نہیں اور ہمارے
یہاں اس نیت سے تحریمہ ہے پس صرف قرأت فاتحہ سے اتفاق مذہبین کا
غیر متصور ہے اور علاوہ باذن مخالف جمہور کے ہے کہ سب کے نزدیک قرأۃ
فاتحہ بہ نیت قرأت مکروہ تحریمہ ہو۔ اس بحث سے یہی نتیجہ نکلا کہ لفظ ثنا کا کہنا
نہایت مستحسن ہے تاکہ اگر سورہ فاتحہ ہی پڑھی جاوے تو خیال ثنا کا ہی رہے
ایسا نہ ہو کہ حسب العادۃ نماز وقتیہ قرأت فاتحہ بطور قرأت کے ہو جاوے۔
جن علما نے یہ نیت عوام کی اپنی کتابوں میں درج کی ہے اور زبانی عوام کو تعلیم
دی ہے۔ عالی درجہ کے محقق مدقق تھے جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اور عینی
ہدایہ میں تفصیل لکھی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نیت عوام کی مستحسن
ہے کیونکہ لفظ صلوٰۃ میں امتیاز از شیعہ وغیرہ نہیں ہو سکتا وذکر فی البدائع الخ
یعنی مذکور ہے کہ بعد تکبیر اولے کے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھی اور
محیط میں ہے کہ یہی ثناء روایت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور نیز بدائع میں
ہے کہ طحاوی نے ذکر کیا کہ لَا اِسْتِفْتَاحَ فِيْهِ یعنی ثناء اس میں نہیں لیکن نقل
وعادت یہ ہے کہ سب نمازوں میں ثناء پڑھتے ہیں اور روضہ میں ثناء کی
عبارت دوسری نقل کی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
الَّذِىْ يُحْيِى الْخَلَائِقَ وَيُمِيْتُهَا وَهُوَ حَىٌّ قَيُّوْمٌ اَبَدِىٌّ لَا يَزُوْلُ اَبَدًا

سُبْحَانَ رَبِّ الْاَرْبَابِ وَمُسَبِّبِ الْاَسْبَابِ وَمَالِكِ الرِّقَابِ الْغَنِيِّ عَنْ خَلْقِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اور اگر فاتحہ بہ نیت دُعا پڑھے تو جائز ہے اور ہمارے یہاں نماز جنازہ میں قراۃ قرآن نہیں اور حضرت عمر و علی و ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم از صحابہ کرام و عطا و طاؤس و سعید بن المسیب و ابن سیرین و ابن جبیر و شعبی و حکم از تابعین و مجاہد و حماد و ثوری و امام مالک قراءت فاتحہ کے نماز جنازہ میں قائل نہیں۔ اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و احمد رحمۃ اللہ علیہ و اسحاق و ابن واہویہ فاتحہ فی الاولی پڑھتے تھے۔ اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فاتحہ تین بار پڑھی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر تکبیر میں اور یہی قول شہر بن حوشب کا ہے اور شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مشائخ مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ الحمد پڑھے جیسا کہ ظاہر روایت میں ہے اور بعضوں نے کہا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھیں جیسا کہ باقی نمازوں میں ہے۔ یہی روایت حسن کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور دُعائے استفتاح میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ قراءت فاتحہ مسنون ہے دوم یہ کہ واجب ہے یہی قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دلیل ان کی یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّهٗ عَمَّ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَقَرَأَ ابْنُ الْعَبَّاسِ الْفَاتِحَةَ وَجَهَرَ ثُمَّ قَالَ عَمَدًا فَعَلْتُ لِيُعْلَمَ اَنَّهٗ سُنَّةٌ یعنی حضرت سورہ فاتحہ

پڑھتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے با آواز بلند پڑھی اور فرمایا کہ میں نے دانستہ پڑھی ہے۔ تا کہ معلوم ہو کہ یہی سنت ہے۔ ہمارے علما فرماتے ہیں یہی قرأت بطریق ثنا ہے نہ کہ بطور قرأت ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی اسناد قوی نہیں ہے۔

انتہا خلاصہ یہ کہ ثناء کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور ایسی خلافیات میں مصلی (نمازی) کو ضرور لفظ ثناء کا کہنا چاہئے تا کہ نماز اس کی موافق اپنے مذہب کے ہو۔ اور باقی مذہب والوں سے امتیاز ہو۔ اور نیت عوام کی مجموعہ خانی صفحہ ۴۷ میں بھی لکھی ہے: نَوَيْتُ اَنْ اُؤَدِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتِ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ اَلثَّنَاءُ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَالدُّعَاءِ لِهٰذَا الْمَيِّتِ مُتَوَجِّهًا اِلٰى جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ اور دیگر کتب مختصر میں بھی ہے ان کتب فارسی وغیرہ میں برائے تسہیل تفہیم عوام تراجم عبارت مجملہ کے لکھ دیتے ہیں تا کہ مطالب بخوبی ادا ہو جاوے۔

مسبوق نماز جنازہ کا مسئلہ

جب کوئی نماز جنازہ کے ہوتے ہی آن کر شامل جماعت ہو اور امام کوئی تکبیر کہہ چکا ہو تو دیکھے کہ اگر تکبیر اولے کہہ چکا ہے تو عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوے اور عند امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما انتظار تکبیر ثانی کا کرے اور امام کے ساتھ تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے

اور پہلی تکبیر کو بعد از فراغ امام قضا کرے پس اگر خوف اُٹھا لے جانے جنازہ کا ہے تو بلا ثنا تکبیر کہہ کر سلام کہے۔ اور اگر خوف اُٹھانے کا نہیں ہے تو ثنا پڑھ کر سلام کہے اور اگر درمیان میں آ کر شامل ہو تو باتفاق منتظر تکبیر کا رہے۔ اور تکبیرات فائیتہ (فوت شدہ) بعد از فراغ امام قضا کرے۔ اور اگر بعد از تکبیرات اربع قبل از سلام آوے۔ تو عند امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً شامل ہو جاوے اور تکبیرات فائیتہ قضا کرے اس پر فتوی ہے اور عند الطرفین یعنی امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ علیہما شامل نہ ہووے۔

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے

کوئی اسے مکروہ تحریمہ کہتا ہے اور کوئی اسے مکروہ تنزیہ۔ پس اگر جنازہ داخل مسجد ہو تو باتفاق مکروہ ہے۔ اور اگر خارج از مسجد ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ مگر مختار یہی ہے کہ مکروہ ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ یعنی جو کوئی مسجد میں نماز جنازہ کی پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور روایت احمد و ابوداؤ میں ہے: فَلَا شَیْئَ لَہٗ اور ابن ماجہ میں ہے: فَلَیْسَ لَہٗ شَیْئٌ اور ایک روایت میں ہے: فَلَا اَجْرَ لَہٗ ابن عبدالبر نے فَلَا شَیْئَ لَہٗ کو صحیح لکھا ہے کلمہ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ کا برائے نفی کمال آتا ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ

لِـجَـارِ الْمَسْجِدِ اِلاَّ فِی الْمَسْجِد اور لَا صَلٰوۃَ اِلاَّ بِـفَاتِحَۃِ الْکتاب میں نفی کمال ہے۔ہاں اگر عذر بارش یا اعتکاف یا نجاست مکان بیرونی کا ہو تو نماز جنازہ مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی وہ باعث عذر اعتکاف کے تھی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات میں فرماتے ہے کہ اولاً میری رائے جواز صلوٰۃ الجنازہ فی المسجد کے تھی مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رویا میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کو مسجد میں منع فرمارہے ہیں پس میں اپنی رائے سے باز آگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَآنِی فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَکَوَّنُ بِی یعنی جس نے مجھ کو دیکھا سو سچ دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ بھی وارد ہے فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِی۔

قبر پر قبہ (گنبد) بنانا

درمختار میں ہے وَقِیْلَ لَا بَاسَ بِـہٖ یعنی کہا گیا قبر پر بنا بنانا مکروہ نہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر پر بنا مکروہ ہے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ تَجْصِیْصِ الْقُبُوْرِ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْھَا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور پر چونہ لگانے اور ان پر لکھنے اور بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شامی میں ہے کتاب امداد میں ہے: عَنِ الْكُبْرِيِ وَالْيَوْمَ اِعْتَادُ وَالتَّسْيِيْمُ بِاللَّبِنِ صِيَانَةً لِلْقَبْرِ عَنِ النَّبْشِ وَرَاَوْهُ حَسَنًا وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهَ صلی اللہ علیہ وسلم مَا رَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنًا یعنی اب قبور کو اینٹوں کے ساتھ (پکا) کرنا اچھا ہے محافظت از نبش (کھودنے) سے عادت ہوگئی ہے اور اس کو اچھا جانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز مسلمان پسند کریں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور ابوداؤد نے باسناد جید بیان کیا ہے کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَمَلَ حَجَرًا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاسِ عُثْمَانَ بِنِ مَظْعُوْنَ وَقَالَ اَعْلَمُ بِهَا قَبْرَاَخِيْ وَاَدْفَنُ اِلَيْهِ مَنْ فَاتَ مِنْ اَهْلِيْ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اُٹھا کر عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا اس سے نشان میرے بھائی کی قبر کا ظاہر ہوا اور اس کے پاس اپنے اہل میں سے جو مرے گا دفن کروں گا۔ شامی نے لکھا ہے کہ نہی وارد در حدیث جابر رضی اللہ عنہ محمول بر عدم حاجت یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجصیص و کتابت و بنا سے منع اس واسطے فرمایا کہ اس کی حاجت کچھ نہیں اب بعد انقراض زمانہ شوکت اسلام کے جو بزور سیف وشان تھا شوکت اسلام کی حاجت بوجہ اعزاز مشاہد ومعاد درپیش ہوئے تو سلف وخلف نے اس بنا پر

مستحسن جانا جیسا کہ شامی نے بحوالہ جنایز السراجیہ لکھا ہے: لَا بَاسَ بِالْكِتَابَةِ اِنْ اُحْتِيْجَ اِلَيْهَا حَتّٰى لَا يَذْهَبَ الْاَثَرُ وَ لَا يُمْتَهَنُ یعنی قبروں پر لکھنا مکروہ نہیں اگر حاجت اس کی ہوتا کہ نشان نہ جاتا رہے اور قبر ذلیل نہ ہو۔ پس روایت کراہت کی ان روایات سے مرجوع ہوئی اور روایت درمختار کی راجح ومختار ہوئی قطع نظر از تقریرات صدر جب روضہ مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قبے صحابہ کرام اور تابعین اور اولیا عظام کے دیکھے جاتے ہیں تو عظمت اسلام کی ہر موافق ومخالف کے دل میں بیٹھتی ہے اور سب نے اس کو مستحسن جانا ہے سو عند اللہ بھی مستحسن ہے۔

میت غائب کے لئے نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے

اگر غائب کے لئے نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ اِلَّا اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ فَاِنَّ صَلَاتِيْ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ لَهٗ الْحَدِيْث یعنی تم میں سے کوئی نہ مرے مگر مجھ کو اس کی اطلاع دو کہ میری نماز اس پر رحمت ہے۔ اور بہت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوئے کہ بڑے بڑے معزز قاری تھے اور کسی نے کسی پر غائبانہ نماز نہیں پڑھی۔ باوجود یہ کہ ان کی نماز کی تمنا ازبس رکھتے تھے۔ اور نجاشی پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نماز پڑھی تھی سو وہ خصوصیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا جبرئیل نے سریر (جسم) نجاشی کا سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کر دیا تھا یا حجاب مابین کا اُٹھایا گیا تھا

زمین طے کی گئی تھی جیسا کہ اولیاء اللہ کے سامنے زمین مشرق سے مغرب تک ایک قدم ہوتی ہے۔ اگر غائب پر نماز جائز ہوتی تو باقی صحابہ کرام کا معمول ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام ایسا ہی عمل کرتے۔ ایک عورت جو بلا اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفون ہوئی تھی تو اس کی قبر پر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اگر غائب نماز جنازہ جائز ہوتی تو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

زیارت قبور مرد و زن کیلئے جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: یا کُنْتُ نَهِيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَـزُوْرُوْهَـا۔ یعنی میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا، سنو! قبور کی زیارت کیا کرو۔ افضل ایام برائے زیارت جمعہ وشنبہ دو شنبہ و پنجشنبہ ہیں محمد بن واسع نے کہا کہ موتی جمعہ اور جمعرات وشنبہ کے روز اپنے زائرین سے پہچانے جاتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء اُحد کی قبور پر ہر سال کے آخر پر تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَ الدار شامی کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ زیارۃ قبور کی مستحب ہے اگرچہ دور ہوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ قرب ومنزلت عند اللہ میں اور زائرین کو نفع رسانی معارف و اسرار میں متفاوت ہیں سوان کی زیارۃ کے واسطے جانا جائز اور مناسب ہے اور حدیث لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَ مَسَاجِدَ کہ خاص مساجد کے ساتھ ہے

اس میں تذکرہ مزارات اولیاء اللہ کا کوئی نہیں تا کہ اس سے ممانعت کا مفہوم ہو جیسا کہ کسی نے سمجھا ہے۔ اور ابن حجر نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے کہ منکرات و مفاسد کے سبب زیارات کو نہ ترک کرے لَاَنَّ الْقُرُبَاتُ لَا تُتْرَكُ لِمِثْلِ ذٰلِكَ یعنی عبادات کو اس بات سے متروک نہیں کیا جاتا اور حج کا اژدہام تو اظہر من الشمس ہے کہ وہاں اختلاط رجال و نساء کا ہوتا ہے اور وہاں جانا عبادت ہے۔

اعراس اولیاء اللہ

شامی بزازیہ سے ناقل ہے: وَفِيْهَا مِنْ كِتَابِ الْاِسْتِحْسَانِ اِنِ اتَّخَذَ طَعَامًا لِّلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا یعنی اگر طعام فقراء کی خاطر پکاویں تو مستحسن اور مستحب ہے اور معراج میں طول طویل بیان کیا ہے اور دلائل علماء سے واضح ہوتا ہے کہ اہل میت جو ضیافت عوام کی کرتے ہیں مکروہ ہے کہ ایسی ضیافات سرور کے واسطے ہیں نہ کہ شرور کے واسطے تو کراہت اس ضیافت کی ہے جو دنیا داروں کے لئے ریا و سمعہ کے واسطے ہوتی ہے اور فقرا کو ہٹا دیا جاتا ہے بیشک اس کی کراہت میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض اس مقام میں اعراس اہل اللہ سے ہے جو مختص بفقرا ہیں اور ایصال ثواب صدقات مالی اور بدنی جائز ہے۔ فِي الْبَحْرِ مَنْ صَامَ اَوْ صَلّٰى اَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهٗ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْيَاءِ جَازَا وَيَصِلُ

ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ والجماعۃ یعنی جو کوئی روزہ رکھے یا نماز

پڑھے یا صدقہ دیوے اور ثواب اس کا دوسرے کے نام کر دیوے میت ہو یا

زندہ تو جائز ہے اور ثواب اسکا پہنچتا ہے۔ پس صدقات و تبرکات از قسم طعام

و شیرینی وغیرہ کا ثواب جو حاضر و موجود ہوں ہدیہ اموات کا کرنا جائز ہوا

تو اب اعراس اولیاء اللہ میں کیا وجہ ممانعت کی ہے۔ وجہ تسمیہ عرس یہی ہے کہ

اولیاء اللہ کی موت عوام کی طرح نہیں ہوتی ہے جس سے ان کو مصیبت ہو بلکہ

ان کو تو نہایت سرور ہوتا ہے اَلْمَوْتُ جسر یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی

الْحَبِیْبِ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرض الموت میں الرفیق الاعلیٰ ہی فرماتے

رہے اور خوشی سے تشریف لے گئے اور قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شاہد

ہے کہ عند الوفات ان کی زوجہ کہتی تھی واحزناہ وہ فرماتے تھے واطرباہ یعنی

کتنی خوشی ہے۔ اور لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کے مصداق ہیں

پس اسی تاریخ پر اعادہ اس سرور کا ان کو ہوتا ہے تو اس صدقہ وغیرہ کا نام طعام

عرس رکھا گیا نہ خرس جو طعام ولادت کا ہوتا ہے جیسا کہ نووی نے نقل کیا ہے

فقط۔

قبر پوش قبور اولیاء اللہ

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرقد مبارک کو

چادر سے ڈھانپا ہوا تھا جو صحابی زیارت کو جاتے تھے ان سے اجازت لیتے

اور وہ غلاف مرقد مقدس کا اٹھا کر زیارت کا اذن فرماتے تھے۔ اور پھول چڑھانے بھی جائز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ درخت کی لے کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا کہ جب تک یہ تازہ رہیں گی اور تسبیح کہتی رہیں گی اہل قبور کو تخفیف عذاب کی ہوگی اور روشنی برائے رفع ظلمت و سہولت آمد و رفت زائرین جائز ہے کہ جس چیز میں کسی مسلمان کا نفع ہو اور وہ چیز محرمات و مکروہات سے نہ ہو تو وہ چیز مستحب ہے اور علاوہ براں عزت اسلام کی ہے کہ زائرین کی نگاہ میں جس طرح قبہ سے شوکت اسلام کی ہوتی ہے ویسے ہی روشنی سے بھی عزت اہل مرقد کی دل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ سند اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مقدس واقع ہوئے اور وہاں شب کو روشنی بھی ہوتی ہے۔ اور بعدہ کل اہل اسلام چہ علماء و چہ اولیاء و سلاطین سب متفق ہوئے کہ صدہا قنادیل قیمتی کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر لگائی گئی یہ نہایت درجہ کی فضیلت رکھتی ہے۔ الغرض معاملات اہل مدینہ کے جو بحضور مقدس نبوی کرتے چلے آئے ہیں سند قوی ہے فقط ۱۲

(نوٹ) چنانچہ اس زمانے میں تین روپیہ ماہوار کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر ہوتی ہے۔ ۱۲

اسقاط میت

اسقاط میت جو قبل از صلوۃ جنازہ رائج ہے۔ اس میں بھی کچھ قباحت شرعی نہیں صدقات وتبرکات میں تو اہل سنت و جماعت کو اتفاق ہے لیکن اس اسقاط میں جو قضائے حقوق اللہ میں حیلہ ہے بوجہ شرعی ہے یعنی عوض صلوٰۃ وصوم فرائض وواجبات کے قرآن مجید اور کچھ نقد وجنس جنکا ثواب تو بجا ہے اور خور ہا نفس جنس کی قیمت بہ معاوضہ ہر ایک نماز وصوم کے لئے تخمینہ کر کے چند سال کے واسطے ایک دفعہ ایک مفلس کو دیے جاویں اور پھر وہ مفلس اسی قدر مدت کی نماز روز وشب کے عوض دوسرے کا ملک کر دیویں حتیٰ کہ حساب تخمین کردہ پورا ہو جاوے اس میں اُمید ہے کہ یہی حیلہ منظور ہو جاوے نہ دینے سے بہرکیف دینا زیادہ مستحسن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَ فِدْيَةٌ طَعَامِ مِسْكِيْنَ یعنی جن کو طاقت روزے کی نہ ہو طعام ایک مسکین کا فدیہ دیویں بیشک میت بروقت وفات عاجز ہو۔ اور طاقت صوم وصلوۃ کی نہیں رکھتا اور حیلہ شریعت میں مذموم بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا کہ تو نے اپنی زوجہ کو مارنے کی قسم کھائی تھی کہ سو (۱۰۰) لکڑی ماروں گا، اس لیے ایک سو تیلے کا جھاڑو لے کر اس کو مارو کہ تم اپنی قسم پوری کرلو۔ سوانہوں نے ایسا ہی کیا۔ خُذْ ضِغْثًا فَا

اضْرِبْ بِہٖ وَلَا تَحْنَثْ لے کر ایک جھاڑو پس مار دو ساتھ اس کے اور گنہگار نہ ہو۔ اس حیلہ اسقاط میں کوئی امر غیر مشروع بھی نہیں اور نہ قطعاً حکم ہے کہ سب عبادات اس کے ذمہ سے ادا ہو گئیں۔ صرف اُمید ہے اسی اُمید پر تلقین میت کے بعد از دفن مستحب ہے کہ بعد از دفن میت کو پکار کر کہا جاوے کہ یا فلاں بن فلاں اُذْکُرْ رَبَّكَ وَقُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ وَنَبِیِّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِمَامِی الْقُرْاٰنُ وَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ اے فلانے فلانے کے بیٹے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے نبی میرا محمد اور امام میرا قرآن شریف ہے اور دین میرا اسلام۔

(نوٹ) چنانچہ صورت اسقاط کی اور جواز اس کا شامی اور مراقی الفلاح میں ہے۔۱۲

تلقین میت

تلقین محتضر (مرنے والا) کی بالاجماع مستحب ہے اور وجوب میں اختلاف ہے بہر کیف دوستوں، برادروں و رشتہ داروں کو لازم ہے کہ محتضر (مرنے والا) کے پاس تلقین کلمہ طیب کی کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَقِنُوْا اَمْوَاتَکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنَّہٗ لَیْسَ مُسْلِمٌ یَقُوْلُھَا عِنْدَ الْمَوْتِ اِلَّا اَنْجَتْہُ مِنَ النَّارِ اور مَنْ کَانَ اٰخِرَ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ

الْجَنَّۃَ یعنی جس کے آخر کلام طیب ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا مراد دخول

بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا گو بعد طول عذاب کے ہو۔

اور تلقین میت بعد از دفن مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے معتزلہ اس تلقین کا

انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ احیا بعد الموت عند المعتزلہ مستحیل (ناممکن) ہے۔ اور

اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور لَقِّنُوْا اَمْوَاتَکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

اللّٰہِ یعنی تم اپنی میتوں کو تلقین کلمہ طیب کی کرو۔ محمول بر حقیقت ہے یعنی مراد

از موتے حقیقی موتے ہیں اور محتضر (مرنے والے) کو میت مجاز کہا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں زندہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ بہت احادیث میں وارد

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از دفن امر تلقین کا فرمایا

کہ کہیں: یافُلان بن فُلان اُذْکُرْ دِیْنَکَ الَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْہِ مِنْ شَھَادَۃِ

اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ

حَقٌّ وَّاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ

مَنْ فِی الْقُبُوْرِ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً

وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا یعنی اے فلاں بن فلاں! اپنا دین یاد کر کہ جس پر تو تھا

لا الہ الا اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے

اور زندہ کرنا بعد مرنے کے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ

شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اُٹھا دے گا۔ اور تحقیق تو راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے اور قرآن شریف کے امام ہونے سے اور کعبہ کے قبلہ ہونے سے اور مومنوں کے بھائی ہونے سے۔

قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا

واضح ہو کہ جن سے سوال نہیں ہوتا ان کی تلقین کرنی ضروری نہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ کل بنی آدم سے سوال ہوتا ہے حتیٰ کہ لڑکوں سے اور لڑکوں کو ایک فرشتہ تلقین کرتا ہے اور اس کو الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ اطفال کو الہام ربانی ہوا تھا جنہوں نے کلام کی تھی۔ ان کی تفصیل بڑی ہے مجملاً وہ اٹھارہ لڑکے ہیں۔ مگر حافظ ابن عبدالبر نے بیان کیا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال مومن یا منافق سے ہی ہوتا ہے۔ جو منسوب بطرف قبلہ ہو باداے ظاہر کلمہ شہادت اور کافر منکر سے نہیں ہوتا اور ابن حجر کا قول ہے کہ مکلف سے ہی ہوتا ہے اور کہا انبیا[1] اور صدیقین[2] و شہدا[3] و مرابط فی سبیل اللہ[4] یعنی اللہ کیلئے جہاد پر مستعد اور گھوڑا راہ خدا میں باندھنے والا اور مطعون[5] یعنی وبا میں مرنے والا اور میت[6] فِی زَمَنِ الطَّاعُوْنِ بِغَیْرِ الطَّاعُوْنِ یعنی ایام وبا میں بغیر مرض وبا کے مرنے والا جب صابر طالب ثواب مرے اور اطفال مومنین[7] اور یوم الجمعہ[8] یا جمعرات میں مرنے والا

اور ہر رات بلا ناغہ سورۃ الملک (تَبٰرَكَ الَّذِیْ) کا قاری[۹] اور مرض الموت میں سورہ اخلاص کا قاری[۱۰] (ان سب سے سوال نہیں ہوتا فقط)

اطفال (بچے) مشرکین کا کیا حال ہے

ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کوئی ان کو ناری کہتا ہے اور کوئی جنتی اور امام ابوحنیفہ وغیرہ اس میں توقف فرماتے ہیں اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ علیہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بدون گناہ کے عذاب نہیں دیتا۔ اور ابوالبرکات نسفی نے روایت توقف کو ضعیف لکھا ہے اور کہا کہ صحیح روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ اطفال مشرکین مشیت الٰہی میں ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: اللہ اَعلَمُ بِمَا کَانُوا عَامِلِیْنَ یعنی خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ اور امام محمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ جو بھی لڑکا ہے وہ دین فطرت پہ پیدا ہوتا ہے اور مزید اقوال ضعیفہ بھی ہیں جن کے ذکر سے بات لمبی ہوتی ہے۔ اور مرتے وقت معاذ اللہ جس سے کلمات کفر سرزد ہو جاویں اس کے حق میں مغفرۃ طلب کی جائے اور تجہیز و تکفین وغیرہ اہل اسلام جیسی کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ کلمات مدہوشی اور زوال عقل کے وقت سرزد ہوتے ہیں اور الم موت بہت بڑا ہے اور فتنہ شیطان کا بھی اس کی عقل بگاڑ دیتا ہے۔ اور دو وقت امداد میت کے لئے بڑے اہم ہیں۔ **ایک** وقت موت کا کہ شیطان

اپنے ذریات لے کر میت کے بزرگوں اور دوستوں کی صورت بن کر اس کے پاس آتا ہے اور اسے فتنہ میں ڈالتا ہے۔ دوم بعد از دفن فرشتے صورت مہیب میں آکر اس کا امتحان لیتے ہیں پس دونوں وقت میں اس کی تلقین ضروری ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فِتْنَةُ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتْ فرمایا اور اس سے پناہ مانگی ہے۔ یعنی تعلیم امت کو فرمائی ہے کہ اپنی دعا میں لوگ ان دونوں وقتوں کے فتنہ سے پناہ مانگیں۔

توبة الياس مقبولة

بعض کا قول ہے کہ توبہ یاس کی مقبول ہے نہ ایمان یاس اور بعض کا قول ہے کہ توبہ بھی نامقبول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیۃ کریمہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ میں فاسق وکافر برابر فرمائے ہیں کہ قبل از موت توبہ مقبول ہو اور موت کے وقت توبہ نامقبول۔ محققین نے وجہ یہی نکالی ہے کہ قرب موت مانع از قبول توبہ نہیں بلکہ مشاہدۃ الاہوال وتکالیف جو اس وقت ہوتے ہیں تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ اب موت آئی اور توبہ میں بیقرار ومضطر ہو جاتا ہے توبہ مقبولہ وہی ہوتی ہے جو بالاختیار ہو اور اس وقت اختیار مسلوب ہے اور تصمیم عزم کہ آئندہ نہ کروں گا رکن توبہ کا ہے وہ اس جگہ مفقود ہے۔ مگر بعض فتاوے میں لکھا ہے کہ توبہ یاس کی مقبول ہے۔ کیونکہ کافر اجنبی ہے عارف باللہ نہیں ہے اب وہ ایمان لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا عرفان پیدا کرتا ہے۔ اور

فاسق عارف باللہ تھا اور توبہ سے مراد بقاء علی الایمان والعرفان ہے یہی آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِی یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور یہی توبہ مطلق ہے یہی مذہب ماتریدیہ کا ہے۔ اور پہلا مذہب عام اشاعرہ و معتزلہ و سمیہ مالکیہ و شافعیہ و حنفیہ کا حدیث ابوداؤد کی ہے: قل علیہ الصلوٰۃ و السلام اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ غرغرا طلاق باطلاق مانع قبولیت توبہ مطلق کی ہے خواہ فاسق ہو یا کافر، خلاصہ کلام یہی ہے کہ بالاتفاق ایمان یاس تو نامقبول ہے اور توبہ معاصی کے متعلق اختلاف ہے مگر امید یہی ہے کہ توبہ عاصی بباعث عزت ایمان کی مقبول ہے۔۱۲

اُولیٰ بالامامۃ نماز جنازہ میں کون ہے

اُولیٰ سلطان ہے۔ بعدہ نائب۔ اس کے بعدہ قاضی بعدہ امام الحی بشرط افضلیت از ولی میت۔ اگر ولی افضل ہے تو امام الحی سے مقدم ہے۔ اب اس زمانہ میں سلطان و نائب اور قاضی وغیرہ مفقود ہیں۔ لہذا امام الحی اور ولی میں سے تفضیل جس کو ہو وہی مقدم ہے۔ اور امام الجمعہ کو امام الحی پر بعض اصحاب نے مقدم لکھا ہے۔ یہ تقدیم وہاں ہوگی۔ جہاں جمعہ باذن سلطان یا نائب قائم کیا جاتا ہے۔ اور امام الجمعہ سلطان کی طرف سے مقرر ہے۔ اس ملک میں وہ بھی مفقود ہے ان میں سے اگر اُولیٰ بالامامۃ دوسرے

کو اذن امام کا دیوے تو وہی امام بنایا جاوے گا۔ اگر غیر مقدم بلا اذن مقدم کے نماز پڑھاوے تو ولی یعنی جس کو حق تقدیم ہے اعادہ نماز کا کرے گا۔ اس سلسلے میں علما کا آپس میں نزاع ہے۔ کہ اعادہ حق ولی میت ہی کا ہے یا عام ہر اُولی بالامامت کا۔ لیکن یہ نزاع اس ملک میں فضول ہے۔ کیونکہ اس ملک میں نہ سلطان ہے نہ نائب وقاضی صرف نزاع، امام الحی وولی کی ہے۔ سو ولی بہر کیف مقدم ہے۔ کیونکہ تقدیم ولی کی واجب ہے اور تقدیم امام الحی مستحب، اعادہ صلوۃ ترک واجب سے ہی ہوتی ہے، نہ کہ ترک مستحب سے۔ واللہ اعلم۔ ھذا ملتقطة من ردالمختار المشهور بالشام۔ الاماشاء الله تعالیٰ والله يقول الحق ويهدى سواء السبيل۔

مؤلفہ لعبد العباد روالی المودر المفتقر الی اللہ الغفر غلام قادر عفی عنہ

فاتحہ خوانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد پس

یہی مسئلہ اہل سنت و جماعت کا کثیر الوقوع تھا۔ اور عوام الناس دیہات و قریات میں مخالفین کو کتابیں احادیث کی نہ دکھا سکتے تھے۔ اور اکثر لوگ ظاہر اقوال معتزلہ سے لاجواب ہو کر محتاج کتاب و تحریر فتوائے کے ہوتے۔ لہٰذا اس احقر العباد نے حسبتہً لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَرضَاۃً لِاَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْاَوْلِیَاءِ اللّٰہ یہ مسئلہ بحوالہ کتب لکھا خدائے کریم قبول فرماوے۔

سوال۔ صدقات مالی جیسے طعام و شیرینی پھل و پھول اور عبادت بدنی جیسے کلمہ، درود، اذکار، نماز، روزہ اور ختم قرآن شریف ان کا ثواب موتے (فوت ہونے والے) کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ صدقات مالی کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے منکر ہیں اور عبادات بدنی کا ثواب بھی پہنچتا ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ اس کے منکر ہیں۔ حنفیہ کرام کے نزدیک جمیع صدقات و عبادات کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے دار قطنی میں ہے کہ اِنَّ رَجُلاً سَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمْ فَقَالَ كَانَ لِىْ اَبَوَانِ هُمَا حَالَ حَيٰوتِهِمَا فَكَيْفَ لِىْ بِرِّ هِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ اَنْ تُصَلِّىَ لَهَا مَعَ صَلٰوتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ۔ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں سلوک کیا کرتا تھا اب بعد وفات کے کس طرح کروں فرمایا سلوک بعد وفات کے یہی ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھا کرو اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھا کرو اور نیز **دار قطنی** میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَاءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِىَ مِنَ الْاَجْرِ لِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ یعنی جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرے اور قل شریف گیارہ دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب موتے کو بخشے گا اسی قدر اس کو ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاوے گا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اَنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنحج عَنهُمْ وَنَدْعُوْلَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِىَ

اِلَیْہِ رواہ ابو حفص الکبر یعنی ہم اپنے موتے کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا مانگتے ہیں کیا یہ ان کو پہنچتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسا کہ کسی کے پاس ایک طشت تحفہ و تحائف کا پیش کیا جاوے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور ابو داؤد میں معقل ابن یسار سے مروی ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَأُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ سُوْرَۃَ یٰسٓ یعنی تم اپنے موتے (مرنے والے) پر سورہ یٰسٓ پڑھا کرو اور اجماع مسلمین حرمین شریفین میں سے چلا آتا ہے کہ سب اہل اسلام صالحین جمع ہو کر قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ثواب اس کا موتے کو بخش دیتے ہیں اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے: وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی الآیۃ یعنی آدمی کے واسطے وہی ہے جو کچھ اس نے خود کوشش کی۔ معتزلہ کا قول ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بجز اپنی کوشش کے دوسرے کی کوشش کچھ مفید نہیں حنفیہ کرام ان کی اس دلیل کے آٹھ جواب دیتے ہیں۔

اوّل عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ بالا اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْہُمْ ذُرِّیَّتُہُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ وَمَا اَلَتْنَاہُمْ مِّنْ عَمَلِہِمْ مِّنْ شَیْءٍ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد ایمان میں ان کے تابع ہوئی تو ہم ان کو انکے ساتھ ملا

دیں گے اور اس کے عملوں سے کچھ نقصان نہ کریں گے۔

دوم یہ کہ آیت اوّل کا مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے ساتھ مختص ہے یعنی صحف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام میں یہی ہے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی **ترجمہ** کوئی نفس دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہیں اور آدمی کے واسطے بجز اپنی سعی کوشش کے کچھ نہیں۔ یعنی اُمم ماضیہ کے واسطے یہی حکم تھا کہ ہر ایک شخص اپنے اعمال کا پابند و مقید ہے۔ اور اس اُمت مرحومہ کے واسطے اپنے اپنے اعمال بھی ہیں اور دوسروں کے اعمال کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔

سوم ربیع بن انس نے کہا کہ آیت اول میں مراد انسان کافر کے لئے دوسرے کا عمل کچھ مفید نہیں ہوتا بخلاف مومن کے کہ دوسروں کے اعمال کا ثواب بطریق افضل اس کو پہنچتا ہے۔

پنجم ابوبکر وارق نے فرمایا کہ ما سعی کے معنی ما نوائے کے ہیں۔ یعنی مومن کو اپنی نیت کے مطابق جزا ملتی ہے حدث شریف میں وارد ہے: اِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَا نَوٰی یعنی آدمی کے واسطے وہی ہے جو کچھ اس نے نیت کی ہے۔

ششم ابو اسحاق ثعلبی نے کہا ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے یہی معانی ہیں کہ کافر کو دُنیا میں اس کے اعمال کی جزا مل جاتی ہے اور عقبیٰ میں

اس کے لئے کچھ نہیں رہتا۔

ہفتم یہ کہ لام للانسان میں بمعانی علے ہے جیسا کہ وان اَسَاْتُم فَلَهَا الْاٰیَة میں ہے یعنی آدمی پر دوسرے کے گناہ کا عذاب نہیں ہوتا۔

ہشتم یہ کہ ''وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی'' کے معنی ہیں کہ اسباب اعمال کے بہت ہیں گاہے انسان خود عمل کرتا ہے۔ اور گاہے سبب اعمال کے سعی کرتا ہے یعنی بیٹا اور دوست بناتا ہے کہ اس سبب سے وہ لوگ اس کے لئے عمل کرتے ہیں اور گاہے خدمت والدین، اولاد اور بندگان خدا کی کرتا ہے کہ اس سبب سے وہ مستحق ثواب ان کے اعمال کا ہوتا ہے یہی سب کچھ ابن جوزی نے بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو کبش (نر مینڈھے) قربانی فرماتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسرا مومنین اُمت کی طرف سے۔ اس حدیث کو جماعت صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ثواب صدقات کا دوسرے مومن کو بخشنا خواہ وہ مردہ ہو خواہ زندہ مسنون ہے اور سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ قال یا رسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْد ماتت فَایّ الصَّدَقَتِ اَفْضَلَ فَقَالَ الْمَاءَ فَحَفَرَ بیر فقال ھذا لِاُمِّ سَعْدٍ۔ رواہ ابو داؤد یعنی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اب کون سا صدقہ

اس کے لئے افضل ہے آپ نے فرمایا کہ پانی۔ پس میں نے کنواں کھدوا کر کہا یہ کنواں اُم سعد کے لئے ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھ کر اگر کہا جاوے کہ یہ فلانے موتے (فوت ہونے والے) کے واسطے ہے تو جائز ہے اور اس میں اتباع صحابہ کرام کا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے: الدّعاء یرُدُّ البَلاءَ وَالصَّدَقَةُ تُطفِی غَضَبَ الرَّبِّ یعنی دُعا بلا کو رد کرتی ہے اور صدقہ خدا کے غضب کو فرو کرتا ہے اور نیز وارد ہے کہ عالم و شاگرد اگر کسی گاؤں کے پاس سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان کا عذاب چالیس دن تک معاف فرما دیتا ہے۔

سوال۔ دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کیسے ہیں؟

جواب۔ مسنون ہے جیسا کہ مالک بن یسار سے مروی ہے: قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلتم اللہ فَاسئلو بِبطُونِ اکُفِکُمْ وَلَا تَسئلو بِظُھُورِ ھَا وَفِی رِوَایَۃِ ابن عباس رضی اللہ عنھما قال صلی اللہ بیطون الکفِکُمْ وَلَا تساءَ لُوہ بِظُھُورِ ھَا فَاِذَا فَرَغتُمْ فَامسَحُوا بِھَا وُجُوھَکُم ابوداؤد راوی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ سوال کیا کرو۔ اور ہاتھوں کی پیٹھ سے سوال مت کیا کرو پس جب تم دُعا سے فارغ ہو تو ہاتھ اپنے چہرے پر ملا کرو۔ اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے سوال کرو اور
ہاتھوں کی پشت سے مت سوال کرو پس جب تم دُعا سے فارغ ہو تو ہاتھ منہ
پر ملا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا میں
ہاتھ اُٹھاتے تو بغیر چہرہ پر ملنے کے نیچے نہ کرتے تھے۔ عن عمر قال كَانَ
النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاء لَمْ يَحُطَّهُمَا
حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ترمذی اور سلمان سے مروی ہے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا رب حیادار اور کریم ہے وہ اپنے بندہ سے بہت حیاء
فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھادے تو ان کو خالی رد کرے وَعَنْ
سَلْمَان رضی الله عنهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
اِنَّ رَبَّكُمْ حيى كريم يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِه اذا رَفَعَ يَدَيْهِ اِنْ يُّرِدَّهُمَا
صُفْرًا ترمذی و ابوداؤد سے روایت ہے البیهقی فی الدعوات
الکبیر اور نیز انس بن مالک اور سہیل بن عبداللہ اور سائب بن یزید عن زید
اور عکرمہ عن ابن عباس سے روایات ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا میں اپنے
دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور بعد فراغ کے چہرہ پر ملتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دُعا میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ
کبھی کبھی سینے سے بلند کرتے اور کبھی سینہ کے برابر رکھتے تھے۔ (کہ ہر دُعا
میں ہاتھ سینے سے بلند کرنے نئی بات ہے) جیسا کہ دُعائے استسقاء میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بہت بلند کرتے تھے اور ہاتھوں کی پشت اُوپر کو کرتے تھے اور باقی دُعاؤں میں ہاتھ سینے کے برابر اور ہتھیلیوں کو اُوپر رکھتے تھے۔ الغرض فاتحہ خوانی و ختم قران شریف و ایصال ثواب صدقات و نذور کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے یعنی جیسا کہ اہل اسلام میں مروج ہے یہ سب مسنون ہے اور ایصال ثواب کا بھی سوال ہوتا ہے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں روح کو پہنچائیں اور بموجب حدیث مذکور مسلمان کی جس دُعا میں اجابت و قبول و منظور ہو بالضرور اس میں ہاتھ اُٹھاوے کہ حسب فحوائے حدیث نبوی خداوند کریم اپنے کرم سے بندہ کے ہاتھ خالی رد نہیں کریں گے اور نہ کرتے ہیں۔

مسئلہ: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذْ اَخْرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ یَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعلیم فرماتے تھے۔ جب قبرستان کی طرف جاویں تو کہیں: السلام علیکم اے اہل قبور، مومنو، مسلمانو! تم ہمارے آگے ہو انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ موتے کو خطاب کرنا درست ہے اور بروقت زیارۃ کے سلام کہنا مسنون ہے۔ اور تفسیر عزیزی میں بذیل وَیَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا کے لکھا ہے یعنی

وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین امت خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی باز ماندہ است کدام ست پس او مے شناسد گناہان شمار او اعمال نیک و بد شمارا اخلاص شمارا و نفاق شمارا ترجمہ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تم پر گواہ ہوئے کیونکہ وہ نور نبوت کے ذریعے سے آگاہ ہیں، ہر دیندار کے رُتبہ سے کہ وہ دین کے کس درجہ میں پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ پردہ کہ جس کے سبب وہ شخص ترقی سے رُک گیا ہے کون سا ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے درجوں کو اور تمہارے نیک اور بد عملوں کو تمہارے اخلاص و نفاق کو فقط۔

ترتیب نماز جنازہ

اوّل تکبیر افتتاح کہہ کر اخیر تک پڑھے۔ دوسری تکبیر کے بعد دُرود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا ؕ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ؕ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶)

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام دیوے نیت ہر دو سلام میں ان لوگوں اور میت کی کرے

جو اس کے داہنے بائیں ایستادہ ہیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں اور مجنون یعنی بیہوش کے واسطے یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر یہ دُعا یاد نہ ہو تو جو دُعا یاد ہو پڑھ لے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے ساتھ جانا نفلوں سے بہتر ہے اور غسل کی جگہ مخفی ہونی چاہیے ہر کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اگر میت میں کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتٰكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ یعنی تم اپنے موتے کے محاسن بیان کرو اور ان کی بدیوں سے زبان کو روکو اور میت کا اعلان جائز ہے اگر کوئی بزرگ دین فوت ہوئے تو تشہیر اور مناد کا مناسب ہے جس قدر نمازی جمع ہوں گے تو موجب شفاعت کثیر کا ہوگا اس کا حق ادا کریں گے۔

مسئلہ۔ تعزیت میت کی مسنون ہے حدیث شریف میں ہے: اِنَّ تَعْزِيَتِي اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ لَبَسَهُ اللّٰهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اِبْنِ مَاجَه اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَزِّيْ مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی جو کوئی اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لباس کرامت کا قیامت کے دن پہنائے گا اور کسی

مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے اس کو اجر مصیبت والے جیسا ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کی تعزیت فرمائی یہی فرمایا کہ اعظم اللہ اجرك یعنی خدا تعالیٰ تیرا اجر زیادہ کرے۔ اور تعزیت کفار کی نہیں کرنی چاہئے جیسے کہ رواج کفار کا ہے کہ مردے کی نسبت ایسی باتیں کرنی جو اس میں نہیں ہوتیں۔

مسئلہ۔ پانی چھڑکنا قبر پر مستحب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکوایا جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر بھی چھڑکا جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑکنے کا حکم فرمایا جیسا کہ بزار نے روایت کیا پس جو روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے ہیں کہ انہوں نے مکروہ سمجھا ہے وہ روایت غلط ہے۔ قبر کو مسنم کرنا چاہئے یعنی کوہان شتر کی طرح اور مربع کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ۔ اقرباء وہمسایوں کو مستحب ہے کہ میت والوں کو کھانا پکا کر پہنچا دیں۔ جب خبر شہادت حضرت جعفر طیارہ رضی اللہ عنہ کی آئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آل جعفر رضی اللہ عنہم کے واسطے طعام پکاؤ کہ وہ آج اپنے شغل میں ہیں جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ اور میت والوں کی ضیافت

طعام کی کھائی لوگوں کو مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ ضیافت شرع میں خوشی کے واسطے بنی ہے نہ کہ غموں کے واسطے۔ یہ بدعت بری ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل میت کے پاس انبوہ کرنا اور ان کی روٹی کھانا رسم جاہلیت کی جانتے تھے یہ رسوم ضیافات کی رواج پا گئی ہیں۔ یہ سب ریاکاری ہے خدا کے واسطے کوئی نہیں کرتا۔

مسئلہ۔ تعزیت کے واسطے بیٹھنا مسجد میں یا گھر میں بعضوں نے جائز لکھا ہے اور بعضوں نے ناجائز۔ لیکن ناجائز کی روایت زیادہ ہے۔ تعزیت کے واسطے راستے میں بیٹھنا سب نے بُرا لکھا ہے۔ اور تعزیت کے وقت یہ لفظ کہے: اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَائكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ اور زیارت قبر کے وقت یہ لفظ کہے: السلام علیکم یا دَارِ قَومٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ یعنی سلام ہو تم پر اے قبروں والو اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ اور ادب قبر کا ایسا کرے جیسا کہ زندگی میں اس قبر والے کا کرتا تھا اور سنتِ زیارت میں اس طرح ہے کہ کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ میت کے پاؤں کی طرف سے آوے، سر کی طرف سے نہ آوے کہ سر کی طرف آنے سے میت کو نگاہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا کھڑا ہو کہ میت کی نگاہ سے اس کی نگاہ ملے۔ پھر کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ جب تھک جاوے اتنا دور بیٹھے جیسا کہ زندگی میں اس سے دور بیٹھتا تھا اور سورۃ یٰسین

پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبروں والوں کے اس دن کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ قبروں والوں کے شمار اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر سورۃ یٰسین یاد نہ ہو تو قل شریف و الحمد والم مفلحون تک پڑھے اور آیت الکرسی وامن الرسول و تبارك الذی اور سورۃ الکوثر (اِنَّا اَعْطَیْنَا) اور قل شریف تین دفعہ یا گیارہ دفعہ پڑھے اور ثواب ان کا میت کو بخشے اور کہے: اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہِ السُّوَرِ الی فلان۔

مسئلہ۔ جس میت کی اولاد نابالغ رہ جائے اس کے گھر کا کھانا حرام ہوتا ہے اس واسطے کہ ترکہ میت کا حق نابالغوں کا ہے اور نابالغوں کا مال خواہ فقراء کو دینا چاہیں یا امرا کو کھلانا چاہیں سب ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ قبر پر چلنا اور بیٹھنا یا پاس سونا مکروہ ہے اگر چلتے چلتے قرآن مجید یا تسبیح و تہلیل پڑھتا جاوے تو بعض نے مکروہ نہیں جانا۔ غرض مقبرہ میں قرأت کلام اللہ شریف کی سب کراہت کو رفع کر دیتی ہے۔

مسئلہ۔ مقبرہ سے درخت اور گھاس تر کاٹنے ناجائز ہیں کیونکہ نباتات تازہ تسبیح کرتی ہیں اور موجب نزول رحمت باری تعالیٰ کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ خرما کی لے کر اور چیر کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی تخفیف عذاب کی جاری ہوگی تر درخت یا گھاس کی تسبیح بہ نسبت خشک کے زیادہ ہے۔ ورنہ خشک درخت اور گھاس بھی تسبیح کرتے ہیں۔ اور جو بوٹا یا

گھاس خودرو قبر پر پیدا ہووے اس کا کاٹنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ وہ حق میت کا ہے اس کو کاٹنے میں میت کی حق تلفی ہوتی ہے اور کاٹنے والے سے میت اپنا حق طلب کرے گا۔ جیسے دیگر حقوق واجب الطلب ہوتے ہیں ویسا ہی یہ بھی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاخ کے کہنے سے واضح ہوا کہ قبروں پر پھول و برگ و تازہ گھاس قسم قسم کا رکھنا موجب تخفیف عذاب میت کا ہے اور مستحب ہے اور شامی کہتا ہے کہ مالکیہ نے اس فعل کو خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ دلیل سے واضح ہو گیا ہے کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور تسبیح موجب نزول رحمت کی ہے اور میت کو تسبیح کرنے والے کے ساتھ انس ہوتا ہے۔ اور رحمت سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے اٹھانے کے واسطے چار آدمی مسنون ہیں۔ واسطے تعظیم میت کے اور واسطے تخفیف بوجھ اور واسطے پرہیز کرنے کے تشبیح سے ساتھ اُٹھانے صندوق وغیرہ کے۔ اور میت صغیر ہو تو ایک شخص دو ہاتھ پر اٹھائے جب وہ تھک جائے تو نوبت وار دوسرے لیتے جائیں۔ اور ہر ایک حامل چالیس قدم اٹھائیں۔ اوّل میت کا داہنا پہلو اپنی دائیں دوش پر اٹھائے پھر پائینتی وہنی اپنے دوش دائیں پر اٹھائے پھر بائیں طرف جنازہ کی اپنی بائیں دوش پر اُٹھاوے پھر بائیں پائنتی بائیں دوش پر اُٹھائے۔ یہ چاروں دس دس قدم اٹھائیں تو چالیس ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے

کو چالیس قدم اُٹھائے تو چالیس گناہ کبیرہ کا اس سے کفارہ ہو جاتا ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص چاروں طرف جنازہ کو اُٹھاوے اللہ تعالیٰ اس کے بوجھ کو اُتار دیتے ہیں اور باآواز بلند سے ذکر کرنا یا قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ سب خاموش رہیں اور یہی کلمہ کہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے کہ ہر زندہ مرے گا۔ یا مثل اس کے جنازہ کے پیچھے کہنا بدعت ہے اور عورتوں کا جنازے کے پیچھے جانا مکروہ ہے۔ آدمی اگر زبان سے منع نہیں کر سکتا تو دل سے برا جانے۔ اور قبر نصف قد آدمی کے برابر ہو یا سینے تک اس سے کم نہ ہو اور اگر زیادہ گہری کھودی جائے تو بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند ابراہیم کی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا اس میں پتھر گرا پڑا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درست کر کے رکھا اور فرمایا جو کوئی کام کرے تو پکا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہواؤں کا چلنا، مینہ کا برسنا مومن کی قبر پر اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

مسئلہ۔ اپنے گھر میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے۔ اپنے گھر میں دفن کرنا صرف خاصہ پیغمبروں کا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا چاہیے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

الحمد لله القاهر علی عباده الغافر که دریں ایام تبرك الهام رساله عجانه

ختماتِ خواجگان

از تالیفات عالمِ حقائق ومعانی، عارف ذاتِ سبحانی، محبِ المشائخ الصادقین واہلِ کشف والعارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا **مولوی عبدالقادر قریشی**، ہاشمی

الشہیر **غلام قادر** بھیروی ثم لاہوری **قُدِّس سِرُّہُ العزیز**

ختمات خواجگان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الشَّافِیْ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُعَافِیْ وَآلِہٖ وَ صَحْبِہِ الَّذِیْنَ کُلٌّ مِنْھُمْ لَنَا الْکَافِیْ پس چند فوائد محض برائے عوام محبان یکتا و مخلصان بے ریا، کتب صوفیہ کرام سے تحریر کئے جاتے ہیں کہ ہر وقت دُنیا و آخرت موجب آسانی کا ہوویں اور یاد خدائے کریم و بزرگان دین سے غافل نہ ہوویں۔ اوراد ختمات مناسب الوقت یاب ہوویں۔ فقیر کو بہ دُعائے خیر یاد فرماویں۔ **اوّل** اوراد کا سرتاج کلمہ طیبہ ہے۔ جو شخص ستر ہزار بار ایک جلسہ میں پڑھے دُعا اس کی مقبول ہوتی ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھایا یا کسی نے پڑھ کر اس کا ملک کیا ہو وہ جنت میں داخل کیا جاوے۔ اس حدیث کو حافظ نجم الدین غیطی نے بھی اس عنوان سے بیان فرمایا ہے۔ کہ شیخ ابو العباس قصاب نے اس حدیث کو عجیب قصہ میں صحیح کر لیا ہے کہ ان کے خادم کی والدہ فوت ہوگئی جب اس کو خبر وفات والدہ کی ہوئی تو وہ بیہوش ہوگیا۔ ابو العباس رضی اللہ عنہ نے ستر ہزار کلمہ اس کی ماں کو بخش تب وہ خادم ہوش میں آ گیا۔ شیخ نے پوچھا کہ تو بیہوش ہوگیا تھا۔ جھٹ ہوش

میں کیسے آیا اس نے کہا جب ماں کی وفات سنی تو مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ میں لے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا۔ اب ناگہاں دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں واپس لے گئے ہیں تو ہوش میں آ گیا ہوں اور خوش ہوں۔ اسی واسطے بزرگان دین نے وظیفہ کلمہ طیبہ کا کل مشکلات دُنیا و دین کے واسطے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ جس کے دل میں نام پاک اللہ تعالیٰ کا ہو اس کی زبان تر و تازہ اور چہرہ خوش نما رہتا ہے۔

برائے حفظ (حفاظت) از ہر بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ یَا حَافِظُ یَا حَفِیْظُ یَا وَکِیْلُ یَا رَقِیْبُ یَا اَللّٰہُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۔ جب کسی کی آنکھ پھڑکے تو کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھے پس نحوست اس کی رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ دُعا بھی پڑھا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا طَیْرًا لَّا طَیْرُکَ وَلَا ضَیْرَ اِلَّا ضَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

۳۔ دو آیت قرآن شریف کے اندر دو قطب ہیں جیسا کہ دو قطب آسمان کے ایک شمالی دوسرا جنوبی ایک آیت یہ ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِ

الْغَمِّ الخ دوسری محمد رسول اللہ آخر سورہ تک جتنے حرف قرآن شریف میں ہیں اتنے ہی ہر ایک آیت میں ہیں گویا کہ سارے قرآن شریف کی تاثیر اور خواص ان میں ہیں۔

۴۔ جو شخص چاند دیکھنے کے وقت اوّل شب میں یہ دعا پڑھے تو تمام مہینہ با آرام گزرے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی آلائِکَ وَنَعْمَائِکَ مِثْلَ مَا حَمِدْتَ بِہٖ عَلٰی نَفْسِکَ وَمِثْلَ مَا حَمِدَ الْحَامِدُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَ ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصَّابِرُوْنَ عَلٰی مَا اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَاسْتَغْفِرُکَ مِثْلَ مَا یَسْتَغْفِرُکَ الْمُسْتَغْفِرُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُ اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرُ والِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُا لِذُّنُوْبَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَتُوْبُ مِثْلَ مَاتَابَ جَمِیْعُ التَّوَّابِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا جَعَلْتَ تَوْبَتَھُمْ مَقْبُوْلَۃً وَعَزَمْتَ لِنَجَاتِھِمْ وَاعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ یَاغِیَاثَ کُلِّ مَکْرُوْبٍ یَامَنْ مُجِیْبُ الْمُضْطَرِّیْنَ اِذَا دَعَوْکَ لِکَشْفِ السُّوْءِ وَاَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اکْشِفْ مَا اَنَا فِیْہِ مِنَ الْھُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

طریق ختم خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

شب دوشنبہ کو یا شب جمعہ کو بحسب ضرورت جس روز کہ ضرورت ہو غسل اور وضو کرے اور دوگانہ (دو نفل) وضو کا پڑھے۔ اور دوسرا دوگانہ اس طور پر پڑھے کہ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی سات سات دفعہ پڑھے اور بعد سلام کے ثواب اس کا بہ ارواح مطہرہ نقشبندیہ بخشے بعد اس کے دس دفعہ یہ دُعا پڑھے

یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ط بعدہ سورہ فاتحہ ہفت (سات) بار بسم اللہ بعدہ درود شریف سو (۱۰۰) دفعہ بعدہ الم نشرح با بسم اللہ (۷۹) دفعہ بعدہ قل شریف ایک ہزار ایک دفعہ بعدہ فاتحہ ہفت بار بعدہ دُرود شریف سو دفعہ بعدہ دُعا حاجت ستر بار یا مجیب (۵۵) دفعہ۔

طریق ختم قادریہ (کبیر)

اول تین روز روزہ رکھے اول یوم بدھ دوم یوم جمعرات سوم یوم جمعہ دوگانہ پڑھے ہر ایک رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص گیارہ بار پڑھے بعدہٗ رُو بقبلہ ہو کر بیٹھے۔ اور ختم شروع کرے استغفار ایک سو گیارہ دفعہ پھر درود

شریف (۱۱) دفعہ پھر کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ (۱۱۱) دفعہ، بعدہ الم نشرح ایک ہزار ایک سو گیارہ دفعہ بعدہ درود شریف ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ کر حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی روح مبارک کو بخشے۔ بعدہ دُعا کرے۔ اور یا مجیب (۵۵) بار۔ یہ ختم قادریہ کبیر ہے اور صغیر یہ ہے۔

طریق ختم صغیر غوثیہ عالیہ

درود شریف (۱۱۱) دفعہ پھر کلمہ تمجید (۱۱۱) دفعہ پھر سورہ یٰسین ایک دفعہ سورہ الم نشرح ایک سو اکتالیس دفعہ بعدہ درود شریف (۱۱) دفعہ پھر دُعا و فاتحہ بروح پاک حضرت غوث اعظم قدس سرہ۔ اگر بڑی ضرورت ہو تو ختم کبیر کرے ورنہ ختم صغیر سے کام آسان ہو جاتا ہے۔

طریق ختم خواجگان چشتیہ

اول فاتحہ ۷ دفعہ بعدہ درود شریف ۱۱ دفعہ بعدہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا مَنْجَاءَ وَلَا مَنْجٰی مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ (۳۶۰) دفعہ بعدہ سورۃ الم نشرح با بسم اللہ (۳۶۰) دفعہ بعدہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ آخر تک (۳۶۰) دفعہ بعدہ فاتحہ ۷ بار بعدہ درود شریف سو بار بعدہ ختم کرے۔

فوائد بسم اللہ شریف

بہت پڑھنا بسم اللہ کا موجب برکت وکشائش رزق ہے۔ اور موجب حاجت روائی وحل مشکلات کا ہے۔

۱۔ سوتے وقت ۲۱ دفعہ پڑھے تو رات اس کی بخیر وعافیت گذرے۔ اور شر جن وآدمی وآگ شیطان وموت ناگہاں سے امن رہے۔

۲۔ اور اکتالیس دفعہ مجنون یا مرگی والے کے کان میں پڑھے تو اس کو ہوش آجاوے۔

۳۔ اور ظالم کے سامنے پچاس دفعہ پڑھے تو اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

۴۔ اور بوقت شروع بارش یا عین بارش بر نیت زمین فلاں وزراعت فلاں اکہتر (۷۱) دفعہ پڑھے تو زمین مقصود پر بارش ہووے۔

۵۔ اور سو دفعہ روز مرہ سات دن تک کسی درد کے واسطے پڑھے تو درد دور ہو جاوے۔

۶۔ بیوم جمعہ جب خطیب خطبہ شروع کرے اور یہ شخص ایک سو تیرہ دفعہ بسم اللہ شریف پڑھے اور بروقت دعا امام کے دعا مانگے تو حاجت روا ہووے۔

۷۔ اور اگر (۷۸۷) دفعہ روز مرہ ختم کی طرح سات دن پڑھا کرے تو مطلب حاصل ہووے

۸۔ اور اگر ہزار دفعہ روزمرہ (روزانہ) صبح کو پڑھے تو مشکلات آسان ہوں۔

۹۔ ہزار دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے صبح کے وقت نہار پلادیں تو کند ذہن کا ذہن صاف ہو جاوے۔

۱۰۔ اگر مجنون یا مکروب یا محبوس روزمرہ ہزار دفعہ پڑھتا رہے۔ تو قید و کرب سے خلاصی پاوے

۱۱۔ اور ہزار بار بوقت طلوع پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے جس کو جس ارادہ پر پلاوے۔ وہ اچھا درست ہو جاوئے اور فہیم وذکی ہو جاوے۔

۱۲۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ختم بسم اللہ شریف کا برائے قضاء حوائج یہ ہے کہ بارہ ہزار دفعہ پڑھے۔ اول دوگانہ ادا کر کے ہزار دفعہ پڑھ کر دوگانہ پڑھے اور دُعا مانگے پھر ہزار بار پڑھ کر دوگانہ ادا کرتا جاوے اسی طرح بارہ ہزار ختم کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائیں گے۔

۱۳۔ اور حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ میری وصیت یاد رکھو کہ ہر کام وکلام کے اول بسم اللہ کو مفتاح (چابی) بناؤ۔ جلوس وقیود وقیام ونیام ووضو نماز وقرأت میں جو کوئی یہ کام بہر حال بالتزام کرے گا اللہ تعالیٰ سکرات الموت وسوال منکر ونکیر کا آسان کرے گا اور تنگی قبر کی نہ ہوگی اور قبر اس کی کشادہ اور منور ہوگی۔ اور قبر سے گورا چٹا نورانی نکلے گا۔ اور حساب اس

کا آسان ہووے گا۔ میزان اس کی بھاری ہوگی۔ اور پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جاوے گا۔ بہشت میں مغفرت اور سعادت کے ساتھ داخل ہووے گا جیسا کہ خواص القرآن میں لکھا ہے۔

۱۴۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جس کو کوئی حاجت درپیش ہو۔ وہ تین روزے رکھے۔ اول بدھ کو دوم جمعرات تیسرا جمعہ کو جمعہ کے روز غسل کرکے اور وضو کرکے مسجد کی طرف جاوے اور اس وقت کچھ صدقہ دیوے تھوڑا ہو یا بہت ہو تو اچھا ہے۔ جب جمعہ پڑھ چکے تو یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَاْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِی مَلَاَتْ عَظْمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ وَخَضَعَتْ لَهُ الرِّقَابُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْيَتِهٖ وَرَزَقْتَ مِنْهُ الْعُيُوْنَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُعْطِیَ حَاجَتِیْ (اس جگہ اپنی حاجت کا نام لیوے) اور فرمایا کہ ہر دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاوے تو دعا قبول ہوتی ہے۔

۱۵۔ بسم اللہ اکیس مرتبہ لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالیں تو سب آفات سے محفوظ رہے۔

۱۶۔ اور ۳۵ بار لکھ کر گھر میں معلق کرے تو شیطان و جن سے محفوظ رہے۔ گھر میں اور مال میں اور کسب میں برکت ہووے گی۔ اور کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔

۱۷۔ اور اگر دکان میں لٹکائے تو اس میں نفع بہت ہوگا۔ اور کوئی حاسد اور ظالم اس کی طرف نہ دیکھے گا۔

۱۸۔ جو شخص پہلی تاریخ ماہ محرم کے ایک سو تیرہ دفعہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔ اس کو اور اسکے گھر والوں کو عمر بھر کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

۱۹۔ جو شخص ایک سو ایک دفعہ سفید کاغذ پر لکھ کر باغ میں دباوے تو پھل بہت ہوگا اور کھیتی اس کی اچھی ہوگی۔ اپنے وقت پر پھل پورا دے گا۔ اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اس میں برکت بہت ہوگی۔

۲۰۔ اور اگر کوئی سفید کاغذ پر ہزار دفعہ لکھے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دشمنوں کے نزدیک اس کی ہیبت ہوگی۔ اور دوستوں کے نزدیک پیارا ہوگا۔ اور لوگوں میں باعزت ہوگا اور اس پر دروازے خیرات کے کھل جائیں گے۔

۲۰۔ اور اگر ستر بار لکھ کر میت کے کفن میں رکھا جائے تو قبر کے عذاب سے محفوظ رہے۔ منکر نکیر کا جواب آسان ہو۔

۲۱۔ اگر اسم ذات کسی برتن پاک میں اسطرح لکھے کہ برتن پر ہو جا...

اس کو بارش کے پانی سے گھول کر مرگی والے کو پلاوے تو مرگی دور ہوگی۔

۲۲۔ اور اگر سانپ یا بچھو کاٹ جائے تو بسم اللہ کے ساتھ حروف مقطعات لکھ کر سلام علی نوح فی العلمین لکھے اور پانی میں پلائے تو اچھا ہو جائے گا۔

۲۳۔ اگر کوئی الرحمن ایک سو پچاس مرتبہ لکھ کر اس پر پھونکے اور کسی ظالم کے سامنے جاوے تو وہ ظالم دب جائے گا۔

۲۴۔ جو شخص اسم الرَّحِیۡمِ دوسوا ناسی (۲۷۹) دفعہ لکھ کر پاس رکھے وہ جنگ میں محفوظ رہے۔ اور جس کو درد سر ہو حروف الرَّحِیۡمِ کے جدا جدا اکیس (۲۱) دفعہ لکھ کر سر پر باندھے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے گا۔

۲۵۔ ہرقل قیصر روم نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے جس سے طبیب عاجز ہیں، کوئی دوا بھیجیں، آپ نے ٹوپی بھیجی، جب وہ ٹوپی سر پر رکھتا تو درد دور ہو جاتا اور جب ٹوپی کو اس نے کھول کر دیکھا تو کاغذ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی تھی۔ جیسا تفسیر روح البیان میں لکھا ہے۔

فوائد آیۃ الکرسی شریف

ا۔ اور آیۃ الکرسی ہر نماز فرض کے بعد پڑھے، اللہ تعالیٰ سب گناہ اس کے بخشے گا

اور سوتے وقت اگر پڑھے تو شیطان سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ غصہ کے وقت اگر پڑھے اور بائیں طرف تھوک دے تو غصہ جاتا رہے۔

۳۔ آیت الکرسی کے حرف ۱۷۰ ہیں۔ ہر ایک حرف کا نفع عظیم ہے۔ یہ ہر دو قسم کے منافع پر مشتمل ہے۔ اس آیت کے پڑھنے والا باعزت اور مقبول ہوتا ہے۔

۴۔ مریخ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب الخلائق ہو۔

۵۔ اور اگر زحل کی ساعت میں پڑھے تو بادشاہ کے نزدیک معظم ہو۔

۶۔ اور اگر مشتری کی ساعت میں پڑھے تو غم دور ہو۔

۷۔ شمس کی ساعت میں پڑھے تو اپنی ملازمت میں رتبہ پاوے اور مقبول نظر امیر ہو۔

۸۔ اور زہرہ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب ہو درمیان زن و مرد کے۔

۹۔ اور عطارد کی ساعت میں پڑھے تو دشمن اس کے ہلاک ہوں۔

۱۰۔ تعداد حروف ۱۷۰ ہیں، ورد بھی ایک سو ستر مرتبہ کیا جاوے مگر شیخ ابو الفرح نے فرمایا کہ یہ ساعت کی قید مشائخ کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک شرط مداومت ہے ساعت نجومی کا کوئی اعتبار نہیں۔ تاثیر اسماء اللہ کی اور آیت شریف کی ستاروں پر منحصر نہیں۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ رزق کا مانع ہے اور عمل صالح رزق کا جامع

ہے۔ اسلام میں نحوست متعلق بہ گناہ ہے۔ اور سعادت متعلق بہ فلاح ہے۔
یہ فوائد مذکورہ بالا مقید کسی خاص وقت کے نہیں۔

۱۲۔ اگر کوئی اس آیت کو ہزار بار چالیس یوم تک پڑھے۔ اس کی سب مرادیں حاصل ہوں۔

۱۳۔ اگر ہمیشہ ہزار بار وظیفہ مقرر کرے۔ تو مطالب دینی و دُنیوی حاصل ہوں۔

۱۴۔ شیخ ابو العباس بونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلمات اس آیت شریف (آیۃ الکرسی) کے پچاس ہیں۔ اگر پچاس دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے پی لے تو عقل و فہم زیادہ ہو۔

۱۵۔ اگر پچاس دفعہ روزمرہ پڑھے تو مقصد حاصل ہوں۔

۱۶۔ **وقف** اس کے پانچ ہیں۔ بعض نے پندرہ اور بعض نے سترہ کہے ہیں۔

۱۷۔ اگر ہو جب وقف جب گھر سے نکلے پانچ دفعہ پڑھے۔ لوٹ کر گھر آنے تک وہ ہر بلا سے محفوظ رہے۔

۱۸۔ اور جب گھر میں داخل ہووے تب پھر پڑھے تو باعث برکت ہو۔

۱۹۔ جو شخص کسی ظالم حاکم کے پاس جاوے تو آیت الکرسی پڑھ کر یہ اسماء پڑھے یاحی یا قیوم یا بدیع السموات والارض یا ذو الجلال

والاکرام اسئلك بحق هذه الايات الكريم وما فيها من السماء العظيمة ان تُلْجِمَ فَاه عَنِّي وتُخْرِسَ لِسَانَه حتّٰى لَا يُنْطِقُ الا بِالْخَيْرِ اَوْلِصَمْتَ خيرك يا هٰذَا بَيْنَ عَيْنَكَ وَشَرُّكَ تَحْتَ قَدَمَيْكَ حاکم جابر کا دل فوراً مائل بہ نرمی ہو جاوے گا۔

۲۰۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بصرہ میں ایک آدمی ڈاڑھ کی درد کے لئے دم کیا کرتا تھا اور عمل نہیں بتاتا تھا۔ جب مرنے لگا اپنے پاس والوں کو یہ بتلا گیا کہ پوشیدہ رکھنا گناہ ہے۔ الٓمّٓصٓ کٓهٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اُسْكُنْ اِيُّهَا الْوَجْعَ بِالَّذِىْ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنَ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ وَلَهٗ مَاسَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط کذا فی خواص القرآن۔

۲۱۔ اگر آیت الکرسی سو (۱۰۰) بار پڑھ کر یا الله یا حی یا قیوم یا علی یا عظیم ایک ہزار تین سو ستر بار پڑھے اور یہ کہے: اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ عَرْشِكَ وَرُوْحِ مُحَمَّدٍ اَنْ تُرْسِل خَادِمَ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ الشَّرِيْفَةِ اِلٰى فُلَانِ بِنْ فُلَانٍ اور اس کی صورت کا خیال کرے اور کہے: بِالشِّهَابِ مِنْ سِمٍ وَحِرَابِ مِنَ النَّارِ اور اس نیزہ خیالی کے ساتھ اس شخص کی طرف اشارہ کرے اور نماز پڑھ کر سو رہے یہ عمل جمعرات کو کیا کرے۔ سات

جمعراتوں تک مطلب دلی حاصل ہوگا۔

۲۲۔ اگر آیۃ الکرسی کو اپنے دروازے پر لکھیں تو باعث افزونی رزق ہو اور چور نہ آئے۔

۲۳۔ کسی نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ مجھ کو استسقاء کی بیماری ہے۔ اس کا علاج فرمائیں۔ کہا کہ کستوری اور زعفران کے ساتھ پیٹ پر آیۃ الکرسی لکھو اور صاف برتن میں لکھ کر پی لو، اس میں دس امراض کی شفا ہے۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آیت الکرسی کی ایک زبان ہے اور دو لب ہیں جس سے تسبیح خداوند کریم ادا کرتی ہے۔

۲۴۔ ہر ایک بیماری شکم کے لئے پاک برتن میں تین دفعہ لکھ کر پئے مگر حرف جدا جدا ہوں اور پیتے وقت نیت شفا اس بیماری کی دل میں کرے۔

۲۵۔ اور کل امراض بدنی کے لئے کستوری زعفران اور گلاب سے لکھ کر پئے تین مرتبہ آیت الکرسی لکھے اور ایک دفعہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ کو لکھ کر پانی سے گھول کر پی لے۔ اور اس پر سات بار آیت الکرسی پڑھ کر دم کرے اور پی لے تین دن صبح و شام پئے۔ انشاء اللہ شفا ہو۔

دُنیا و آخرت کی بھلائی کے اعمال

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح وشام پڑھا کرے اس
کے دُنیا وآخرت کے کام درست ہو جائیں گے۔

۲۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو حاجت درپیش ہو تو وضو تازہ کر کے ایسے مقام میں جاوے جہاں آس پاس کوئی نہ دیکھے اور چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔

پہلی رکعت میں الحمد ایک دفعہ اور قل ہو اللہ گیارہ مرتبہ۔

دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ بیس بار۔

تیسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ تیس بار اور

چوتھی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ چالیس بار۔

جب سلام پھیرے تو قل ہو اللہ پچاس بار۔ درود شریف پچاس بار اور استغفار پچاس بار اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ پچاس بار۔

پھر اپنی حاجت کا سوال دُہرائے ۷۰ بار۔ اللہ تعالیٰ حاجت اس کی پوری کرے گا۔

اگر قرضدار ہو گا تو قرض سے نجات پاوے گا۔

اور اگر فقیر ہو اللہ تعالیٰ اس کو غنی کرے گا۔

اور اگر گنہگار ہے تو خداوند کریم اس کے گناہ بخش دے گا۔

اور اگر مسافر ہو تو وطن میں باخیر و عافیت پہنچا دے گا۔

اور اگر لاولد ہے تو صاحب اولاد ہو جاوے گا۔

۳۔ (یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ) جس مطلب کے واسطے تین دفعہ پڑھے خدا تعالیٰ آسان فرماوے۔ اگر کوئی چالیس ق مفتوح کھلے سر والے لکھے اور اس کو دے جس کے خون جاری ہو تو خون بند ہو جاوے گا۔

۴۔ اگر کوئی پچھلی رات وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ اسماء الٰہی پڑھے اَللّٰہُ عَلِیٌّ عَظِیْمٌ بَاعِثٌ فِعْلٌ عَلِیْمٌ عَدْلٌ نَافِعٌ بَدِیْعٌ عَزِیْزٌ عَفُوٌّ جَامِعٌ سَمِیْعٌ رَفِیْعٌ سَرِیْعٌ مُتَعَالٌ مُعِیْدٌ مَقْبُوْدٌ مُعِزٌ مَانِعٌ تو اللہ تعالیٰ اس پر اجابات کا باب فتح (کھول دے گا) فرماوے گا۔ دونوں کام دینی اور دُنیوی حاصل ہوں گے۔ اور اگر ہر صبح کی نماز کے بعد روزمرہ بیس دفعہ پڑھا کرے تو دین و دُنیا کے کام سب درست ہوں اور اگر ہفتہ کے روز صبح کی نماز کے بعد ۶۶ مرتبہ پڑھے اور کسی ظالم پر بددعا کرے تو وہ ہلاک ہو جائے۔

۵۔ یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ پڑھنا جو اکثر مشائخ چشتیہ و قادریہ اپنے اپنے معمولات اور ارشادات میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اسم مبارک بعد نماز دوگانہ (دو نفل) کے اور دُرود شریف سو بار پڑھ کر

اس اسم اعظم کو سو دفعہ پڑھے اور بعدہ سو دفعہ دُرود شریف پڑھ کر ستر دفعہ دُعا مانگے۔ یہ وظیفہ متضمن دو امر کے ہے۔ **ایک** پکارنا حضرت شیخ غوث الاعظم قدس سرہ کا۔ **دوم** طلب کرنی کسی شے کی برائے خدا۔

اب **سوال** پیدا ہوتا ہے کہ پکارنا غائب اور میت کا شرعاً کس دلیل اور سند سے جائز ہے۔ **دوسرا** طلب کرنا کسی چیز کا خدا کے واسطے۔ اس سے وہم ہوتا ہے کہ کچھ خداتعالیٰ کو اس چیز کی حاجت ہے یہ ناجائز ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امر اول حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ بندہ خاص جب فرائض سے فارغ ہو کر نوافل میں سلوک کرتا ہے تو جس قدر ترقی عبادت میں ہوتی ہے اُسی قدر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ شدہ شدہ سلوک کے انتہا کو پہنچتا ہے۔ یعنی قرب الٰہی اس طریق پر حاصل ہوتا ہے کہ حس مغلوب ہو کر حکم نابود کا رکھتی ہے یعنی بے اثر ہو جاتی ہے۔ اور نور الٰہی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر میں حواس بشر کے محسوس ہوتے ہیں لیکن فعل الٰہی اس سے صادر ہوتا ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ فعل بندہ سے صادر ہے لیکن درحقیقت فعل الٰہی ہوتا ہے۔ جس طرح نور الٰہی کے سامنے کوئی حد قرب اور بُعد (دُور) کی نہیں اور نہ کوئی حجاب مانع اثر اور فعل کا ہو سکتا ہے۔ ویسا ہی اس بندہ کے حواس بے انتہا ہو جاتے ہیں۔ بعد اور حجاب مانع اس کے فعل اور اثر کو نہیں روک سکتا۔ اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل

ہے۔ اس درجہ میں نام اس بندہ کا برائے نام ہی ہے اور اس بندہ کو لقب محبوبیت کا عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنی تم نے نہیں پھینکا جب پھینکا تم نے لیکن خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ اور وَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ یعنی اے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ ان آیات سے ظاہر یقین ہوتا ہے کہ فعل بندہ کا نہیں بلکہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہے اسی طرح تمام حواس سے جو کام ظاہرہ صادر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ پس دیکھنا اور سننا اس بندہ کا مثل دید اور شنید دوسرے بندوں کے نہیں کہ دوسرے محبوس طاقت بشری میں ہیں اور یہ ولی اللہ اس قید سے آزاد ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ سادس یعنی چھٹا اور سادس عشر یعنی سولہواں کتاب فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ بندہ جب قید اوصاف بشریت سے خلاصی پاتا ہے تو اس کو خط وافر کی مبارکباد ملتی ہے او رلقب اس کا صدیق اکبر ہوتا ہے اور علم غیب عطا ہوتا ہے۔ اور تکوین اشیاء باذن خالق اشیا کے دُنیا میں عطا ہوتی ہے۔ اور آخرت میں علاوہ بریں بے نہایت عطایات اور خلعت اس کو ملیں گے۔

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ محبوبانِ الٰہی کو پکارنا دُور اور نزدیک سے یکساں ہے۔ جب ان کو علم مغیبات کا عطا ہو گیا۔ اور تکوین اشیا کی ان کا

وصف بن گیا تو یا شیخ پڑھنا بحضور علمی جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ اگر یقین اس حضور کا نہ کرے تو منکر حدیث قدسی کا اور فرمانِ غوث اعظم قدس سرہ کا بنے گا۔ سو ان کا منکر کافر نہیں تو گمراہ ضرور ہے۔

باقی رہا سوال کا دوسرا حصہ کہ برائے اکرام اور خوشنودی خداوند کریم یہ چیز عطا فرماوے عوض (بغیر) کسی ہدیہ یا خدمت یا حق قرابت کے اور عطا کسی چیز کی جو اُن کے پاس ہو موجب رفع درجات محبوبانِ الٰہی کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ علم کا پڑھنا یا طعام کا کھلانا اور پانی کا پلانا اور بیمار کا علاج کرنا۔ اور بھولے بھٹکے کو راستہ پر لانا یا مدیون (قرض دار) کا قرضہ ادا کر دینا۔ یا کسی حاجت مند کی حاجت روا کر دینا خدا تعالیٰ کے نزدیک موجب رفع درجات وخوشنودی حق تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ ویسے ہی ان محبوبان کے دربار سے حاجت روائی سائل کی موجب اجر عظیم کی ہے۔ اور خوشنودی خداوند کریم کی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ سائل محتاج کسی بندہ سے سوال کرتا ہے۔ تو وہ بندہ کریم عارف باللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ کہ اس سائل نے مجھ سے یہ عبادت یا سعادت کرائی جس کے سبب میرا قرب عند اللہ زیادہ ہوا۔ اسی واسطے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو فرماتے: مَرحَبًا بِالْحَامِلِ بِلَا أَجْرٍ خوش آیا حامل باربردار ہمارا بلا اُجرت کہ ہماری چیز کو یہاں دُنیا میں لے کر قیامت کے روز پلڑہ میزان میں

جا کر رکھے گا یعنی عند اللہ پہنچا دے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص کوئی چیز کسی محتاج کو دیتا ہے تو وہ محتاج قیامت کے روز اس چیز کو پلڑہ میزان نیکی میں رکھے گا۔ اگر یہ مسئلہ شریف مسلمانوں کو بالیقین معلوم ہو تو یقین ہے کہ کبھی سائل محتاج کو ناکام رخصت نہ کریں۔

اور پکارنا اولیاء اللہ کا موجب فتح الباب قبولیت دُعا کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے نام لینے والے پر دروازہ رحمت اور عطا و حاجت روائی کا کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگان دین سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب تم کو حاجت ہو تم میرا نام لے کر دُعا کرو اللہ تعالیٰ پوری فرما دے گا۔ جیسا نفحات انس میں ہے کہ جیسا حضرت شیخ المشائخ معروف کرخی قدس سرہ نے حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کو ارشاد فرمایا۔ اور حضرت امام جعفر صادق نے اپنے مریدوں کو فرمان کیا کہ میرا نام موجب امان ہے از ہر بلا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نابینا کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس طرح دُعا کر کہ خداوند! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیلہ کرتا ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہوں جناب باری کی طرف کہ میری حاجت پوری کرے۔ نابینا نے حسب الحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسا ہی کیا تو حاجت اس کی پوری ہوئی۔ مراد اُس کی بینائی

تھی وہ بینا ہو گیا۔ یہ بات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی۔ ان کے سامنے ایک شخص نے شکایت کی کہ چند روز ہوئے میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور میں کسی حاجت کے واسطے جانا چاہتا ہوں۔ چند بار گیا اجازت اندر جانے کی نہ ملی اب حیران ہوں۔ انہوں نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ کر یہ وظیفہ پڑھ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِحَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی یَا حَبِیْبَنَا یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰی رَبِّی لِیَقْضِیَ حَاجَتِی۔

دلائل الخیرات میں ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِحَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَكَ یَا حَبِیْبًا یَا مُحَمَّدُ اَنَا نَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلٰی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ ط

جب اس نے یہ وظیفہ پڑھا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ اور اذن چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی خوشی سے فوراً بلا لیا اور حاجت اس کی پوری کر دی۔ تب سے یہ وظیفہ اصحاب کبار میں مشہور ہو گیا۔ اور مشائخ نے اپنے وظائف میں درج کر دیا اور جاری کیا۔ جیسا کہ دلائل الخیرات میں بھی درج ہے۔ مگر علامہ احمد بونی نے شمس المعارف میں دو اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کر کے اس طرح لکھا ہے کہ یہ عمل اندرون خانہ تنہا کوٹھڑی میں کرے۔ اور وظیفہ میں یا محمد یا احمد یا ابا القاسم

بآواز بلند سو دفعہ پڑھے مطلب حاصل ہوگا۔ اس وظیفہ میں ندا غائب کو ہے۔ اصحاب کبار اور اولیاء عظام کا معمول رہا۔ ندا نا جائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ انبیاء کرام اور اولیا اللہ کو کشف تام ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وارثانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف سب سے زیادہ ہے اور مقام محبوبیت میں ہیں۔ انکار سماع ان حضرات کا دور سے موجب انکار مرتبہ محبوبیت کا ہے۔ اگر حجاب مانع ہے۔ تو عوام الناس کو ہے۔ اولیاء اللہ دور سے جیسے دیکھتے ہیں ویسے ہی سنتے ہیں۔ یہ قوت دید اور شنید کی بنور اسماء الٰہیہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی روح اور حواس منور بنور اسماء الٰہیہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مضمون حدیث قدسی کا ہے۔ بلکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں سورہ مزمل کی تفسیر میں لکھا ہے کہ الوہیت اللہ کے دو (۲) وصف خاص ہیں۔ **ایک** یہ کہ جمیع اصوات جمیع حیوانات کے ہر زمان و مکان میں خفی ہوں یا جلی یعنی سماوی اور ارضی یعنی ملائکہ کے اور حیوانات بحری کے اور حشرات الارض وغیرہ کے سنے اور مُراد ان کی سمجھے جس کا نام احاطہ علمی ہے۔ **دوسرا وصف** یہ ہے کہ ذاکر کی قوت مدرکہ (عقل) کو اپنے نور سے پُر کر دیوے۔ پس اولیاء اللہ جو جمیع لطائف کے ساتھ ذکر اللہ میں محو ہو گئے۔ بعد فنا کے ان کو مقام بقا کا عطا ہوا کہ اس مقام میں اوصاف باری تعالیٰ کے اوصاف ان کے بن جاتے ہیں سو ان اوصاف کے سامنے کوئی چیز محجوب اور دُور نہیں ہوتی، سب چیزوں کو عیاناً

دیکھتے ہیں اور سب کی آواز سنتے ہیں۔ اور نیز حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ یعنی میں اس شخص کے پاس بیٹھنے والا ہوں جو میرا ذکر کرے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تکملہ مدارج نبوت میں لکھا ہے کہ یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں خوب جلوہ گر ہے۔ یعنی جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ہوتے ہیں۔ وارثانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو مقام فنافی الرسول سے گزر کر اور فنافی اللہ سے عبور کر کے باقی باللہ ہو جاتے ہیں ان میں بھی ایسی ہی صفات باری تعالیٰ کے جلوے ہوتے ہیں۔

خصوصاً قطب الاقطاب غوث الاعظم جو مقام محبوبیت میں سب سے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔ ان کو کوئی حجاب اور دوری مانع سماع صورت سے نہیں ہوتی۔ ان کا فرمانا ''کہ جو میرا نام پکارے'' اس کی حاجت روا ہوتی ہے۔ دلیل واضح ہے کہ پکارنا بغیر سماع حضرت غوث اعظم کے بے معنی ہے۔ پکارنے کا تب ہی حکم دیا جب وہ سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مَنْ نَادَانِیْ بِاِسْمِیْ فُرِجَتْ کربته وقضيت حاجته یعنی جو مجھ کو میرا نام لے کر پکارے اس کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اور حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بہجت الاسرار میں ہے اور یہ جو کتاب در مختار میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے شَیْئًا لِلّٰہِ کو کفر لکھا ہے۔ سو وجہ اس کی شامی نے اس طرح بیان کی ہے کہ

اُس (لکھنے والے) نے معنی شَیْئاً لِلّٰہِ کے یہ سمجھے ہیں کہ خدا کو کسی شے کی حاجت ہے۔ پس یہ لفظ بولنا کفر ہے۔ شامی نے خود جواب دیا کہ یہ معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ معنی مراد یہ ہیں کہ واسطے اکرام اللہ تعالیٰ کے جب یہ معنی مراد ہوں تو شَیْئاً لِلّٰہِ کہنا مستحب ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ کہہ کر مانگتا ہے۔ سب کی مراد یہی ہوتی ہے کہ واسطے رضا مندی اور اکرام اللہ کے یہ چیز دو اور نہ یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے۔ معاذ اللہ کفار بھی اس لفظ سے یہ معنی نہیں سمجھتے۔ سوائے اس شبہ کے اور کوئی وجہ ممانعت کی نہیں۔ یہ شبہ بھی مبنی بر خیال فاسد ہے۔ اور دُور سے دیکھنا اور سننا اصحاب کبار کی شہادت سے ثابت ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے پکارے یا ساریۃ بن زنیم الجبل الجبل یعنی اے ساریہ (نام امیر لشکر) زنیم کے بیٹے پہاڑ کو پشت پر لو۔ یعنی پہاڑ کی آڑ میں آؤ لوگ سن کر حیران ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امیر اچھا کہہ رہا ہے۔ اس کو کہنے دو۔ بعدہ عبد الرحمٰن بن عوف نے امیر المومنین سے پوچھا یہ کیوں کہا؟ فرمایا: ساریہ کی فوج کو دیکھا کہ کفار کی فوج میں گھیرے گئے ہیں۔ پس و پیش سے کفار آگئے ہیں۔ ان کو پکار کر کہا کہ تم پہاڑ کی آڑ لو۔ ساریہ جب آئے ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز صبح سے دوپہر تک لڑتے رہے۔ جب سورج سر سے

ڈھلا تو کفار کا زور ہوا۔ اتنے میں آواز حضرت امیرالمومنین کی ایک غار سے آئی۔ کہ پہاڑ کی آڑ لو سو ایسا ہی کیا تو فتح اسلام ہوئی۔ اس معاملہ میں ایک ماہ کے راستہ پر دیکھنا اور آواز کا پہنچانا ولی کا ہی کام ہے۔ جیسا کہ ایک ماہ کا راستہ ویسے سالہا سال کا راستہ مساوی ہے۔ جیسے کہ ولی دور سے دیکھتا ہے۔ ویسے ہی وہ سنتا ہے۔ اور اشعار صحابہ کرام کے ندائے میت کے اکثر ہیں جیسا کہ مرثیہ صفیہ بنت عبدالمطلب کا حضرت کی شان میں مشہور معروف ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رِجَائَنَا وَکُنْتَ بِنَابَرٍ وَلَمْ تَکُ جَاءِ فیا الخ اور پکارنا ہزار ہا اصحاب کبار کا غزوات ملک شام میں بروقت قتال یا محمد یا منصور اَمِتْ اَمِتْ جیسا غزوہ یرموک میں ندا کرتے رہے۔

سب کو معلوم ہے۔ اور غزوہ مرج القبائل میں ہزار اصحاب کا شعار تھا۔ یا محمد یا محمد انزل النصر انزل النصر اور قصہ ملکہ ماریہ نصرانیہ کا اور خبر دی حضرت عیاض بن غانم رضی اللہ عنہ نے اس کو حالت مخفیہ و واقعات سالہا سال گذشتہ کی باعلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عجیب و غریب ہے۔ بلکہ جملہ واقعات فتوح شام کے ایک سے ایک موجب روشنی ایمان ہیں۔ کفار کی قید میں ابوالہول حبشی کے زنجیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشارہ توڑ دیے۔ اور چند بار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے

مابین خواب و بیداری کے واقعات سے آگاہ فرمایا۔ اور حضرت غوث قدس سرُہٗ کے کرامات وانکشافات اُمور غیبیہ کا وہی مستند ہے۔ جو کچھ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت تک اپنے مرید محب کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔ جب غرض کیلئے کہا جاوے میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے اور میرا نیزہ کھڑا ہے۔ اور میری تلوار برہنہ ہے۔ اور میری کمان پر زرہ چڑھائی ہوئی ہے۔ اور منکرین کشف انبیاء و اولیاء کرام کے جو وجوہ انکار کی عوام کے سامنے پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے و حضرت سلیمان علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعضے واقعات بیان کرتے ہیں۔

جواب اس انکار کا یہ ہے کہ جب ثبوت و شہادت شرعی کشف تام کی علماء اُمت کو مسلم ہے۔ تو ایسے وجوہات مرجوعہ کے ساتھ دلیل شرعی کا انکار عناد ہے۔ اور خلاف طریق اسلام۔ اور منکرین کا استدلال کہ قرآن مجید میں دُعا کا لفظ آیا ہے۔ اور ہر جگہ میں ممانعت ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ پکارو۔ **جواب** اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ شریف میں دُعا بمعنی عبادت ہے۔ اور ہر جگہ یہی مراد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کی عبادت مت کرو۔ اور اسی واسطے سجدۂ تحیت کا جو سلاطین اور مشائخ کے حضور میں رائج تھا۔ اس کو شرک و کفر کسی نے نہیں کہا۔ مشرکین و نصاریٰ و یہود جو غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ سجدہ عبادت کا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے سامنے جو سجدہ کرتے ہیں

اسی کو عبادت جانتے ہیں برخلاف اس کے کوئی مسلمان سجدہ وپیش سلطان وشیخ کے عبادت نہیں جانتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب نام ہے اس علم کا جو عقول سے برتر ہو۔ اور وہ علم شریعت کا ہے۔ اور علوم شریعت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام وکمال ختم ہوگئے۔ ویسا ہی علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور وارثان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے دوسرا کوئی دعویٰ کرے تو کاذب ہے۔ اسی کا نام بصیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَا اَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط یعنی کہہ دو کہ میں دانا وبینا ہو کر تم کو بلاتا ہوں اور میرے وارث اور میں مشرک نہیں۔

شجرہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَتِیْ مِنْ مَشَائِخِیْ فِی الطَّرِیْقَۃِ الْچِشْتِیَّۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ وَاِتْبَاعِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَاِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ اِبْنِ عَمِّ النَّبِیْ حَضْرَۃِ عَلِیْ بِنْ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ سَیِّدِ التَّابِعِیْنَ خَیْرِ
الْوَاعِظِیْنَ حَضْرَتِ الشَّیْخِ اَبِی النَّصْرِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیْ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ اَبِی
الْفَضْلِ عَبْدُالْوَاحِدِبْنَ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ
شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ اَبِی الْفَیْضِ فُضَیْلِ بِنْ عَیَاضٍ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ اَمَانِ الْاَرْضِ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ
السُّلْطَانِ اِبْرَاھِیْمَ بِنْ اَدْھَمَ الْبَلْخِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ خَوَاجَہ سَدِیْدُ الدِّیْنِ
حُذَیْفَۃَالْمرعَشِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ شَیْخِ
الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ خَوَاجَہ اَمِیْنُ الدِّیْنِ اَبِی ھُبَیْرَۃِ الشَّیْخِ
خَوَاجَہ ھَمْشَادُ عُلُوِّا الدِّیْنَوَرِے رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ الٰھی
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخ خَوَاجَہ اَبِی اِسْحٰق الْحِشْتِے الشَّامِیْ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِی بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخ حَضْرَۃِ الشَّیْخِ
قُدْوَۃِ الدِّیْنِ خَوَاجَہ اِبِی اَحْمَدَ بِنْ فِرسَنافۃ چِشْتِی رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخ مُحَمَّدْ بِنْ
اَبِی اَحْمَدَ چِشْتِی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ
الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخ نَاصِرِ الدِّیْنِ اَبِی یُوْسُفَ چِشْتِی رضی
اللّٰہ تعالٰی عنہ الٰھی بحرمۃ شیخ المشائخ حَضْرَۃِ الشَّیْخ
خَوَاجَہ قُطْبُ الدِّیْنِ مَوْدُوْدِنِ چِشْتِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخ حَاجِیْ مُخْدُوْمِ زَنْدَنِیْ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ مُقْتَدی اَھْلِ
الْعِرْفَانِ حَضْرۃِ خَوَاجَہ عُثْمَانَ ھَارُوْنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ الشَّیْخ خَوَاجَہ مُعِیْنُ الدین
حَسَنْ چِشْتِیْ سَنجری اِجْمِیْری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ ...... رضی اللّٰہُ تعالٰی عنہ الٰھی
بحرمۃ شیخ المشائخ شھید المحبۃ حَضْرَۃِ الشَّیْخ خواجہ
قطب الدین وکیل لباب اوش بختیار اوشی کاکی رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرۃ خواجہ فرید
الدین شکربار حریق المحبۃ مسعود ن الاجود اعنی گنج
شکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَۃِ

الشَّیْخ سلطان العاشقین خواجه نظام الدین محبوب الهی
محمد بن احمد ن لبدایونی رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِی بِحُرْمَةِ
شَیْخِ الْمَشَائِخِ خواجه نصیر الدین محمود نا الاود هی چراغ
دهلی رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
الشیخ کمال الحق والدین المشهور بعلامة رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی
عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ سراج الحق
والدین رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
الشیخ علم الدین رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ
الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ محمود نا المعروف بشیخ راجن
رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ
جمال الدین المعروف بشیخ جمن رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ
بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ حسن محمد رَضِیَ اللّٰهُ
تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ حسن
محمد رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
الشیخ محمد رَضِیَ اللّٰهُ تعَالٰی عَنْهُ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ
حضرة الشیخ قطب المدینة الشریفة شیخ یحیی المدنی رَضِیَ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشيخ شاه كليم الله الجهان ابادى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشيخ نظام الدين الاورنكا بادى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشيخ مولانا محب النبى مولوى مخر الدين محمد رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخ خواجه حافظ نور محمد رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة سلطان المشايخ شاه سليمان التونسوى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة صاحب الجمال شمس الحق والدين صاحب السيال رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ راس العلماء رئيس الفقهاء زبده الواصلين قدوة السالكين حضرة الشيخ مولانا مولوى غلام قادر بهيروى رضى الله تعالىٰ عنه۔

نماز قضائے حاجات

چار رکعات نماز حاجت بعد نماز عشاء کے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی تین دفعہ دوسری (۲) تیسری (۳) اور چوتھی (۴) رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک دفعہ یہ نماز برابر لیلۃ القدر کے ہے اور قضاء حاجت کے لئے کافی ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو خداتعالیٰ کی طرف ہو یا بندہ کی طرف وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت پڑھے بعد سلام کے کلمہ شریف اور درود شریف پڑھے بعدہ یہ دعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمِ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ عَنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط